

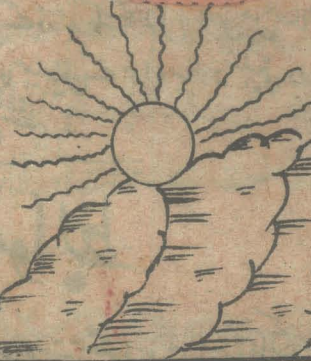
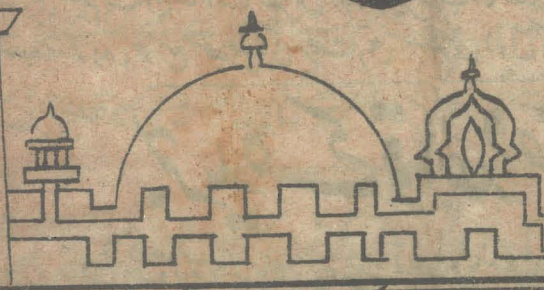
ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو
شائع ہوتا ہے

مجلس کنز الدین حزب الانصار بھیرہ وادارہ عالیہ محمدیہ کا ترجمان

جسٹ ڈی ایف نمبر ۲۶۵
قیمت سالانہ
دو روپے
طلبہ سے دلچسپ و پیسہ

شمس الاسلام

V.P. BHERA 71



(ماہنامہ مولوی خدام حسین ایڈیٹر پیر محمد شمس الدین بھیرہ کراچی سرگودھا میں چھپ کر دفتر مجلس الانصار بھیرہ بنجا ہے)

علمی جوہر کی ازرائی

کاغذ کی ہولناک گرانی اور قارئین مجلس الاسلام کی بے زہمی سے جریدہ کی حالت قابلِ غم ہے اس خالص علمی اخلاقی تبلیغی جریدہ کا بقا نہایت ضروری ہے اسلئے مالی خسارہ پورا کرنے کیلئے سالانہ مابقی کے جس قدر رسائل و فقیر میں پڑے ہیں سب کو ازراں قیمت پر فروخت کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جریدہ ہذا ۱۹۳۷ء سے جاری ہے تیرہ سال کے عرصہ میں اس میں بے بہا نادر مضامین شائع ہوئے اس لئے قارئین اس رعایت سے فائدہ حاصل کریں اور جس قدر اور جس سنہ کے رسائل و کراہوں ڈیرہ آنہ فی رسالہ کے حساب سے بذریعہ منی آرڈر رقم بھیج کر طلب کریں۔ علامہ ازیں جو صاحب جریدہ ہذا کا اجراء اسلامی مقاصد کیلئے ضروری سمجھتے ہوئے اسکی توسیع اشاعت کی طرف توجہ کریں۔ اس کے سابقہ رسائل کو فروخت کرنے اور حزب الانصار کی مطبوعات برق آسانی صورت میں آفیل کشف القلبس، ہدایات القرآن، اجتناب الخفایہ، تازیانہ نقشبندیہ، رکعات تراویح، حقیقت شیعہ وغیرہ کی فروخت میں مدد دیں تاکہ مالی خسارہ کی کسی حد تک تلافی ہو سکے۔

زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصرف

ماہ رجب، شعبان و رمضان میں ذی ثروت و صاحب نصاب اشخاص زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں ایسے صحاب اس موقع پر حزب الانصار کے مدارس عربیہ کے طلبہ اور تبلیغی اداروں کو فراموش نہ فرمائیں اور رقم اعانت بنام ناظم حزب الانصار بھیرہ روانہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔
(میںجن)

بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع شریعت الطریق
قدوة السالکین زبدة العارفین مولانا
محمد ذاکر صاحب بگوتی
نور اللہ مرقدہ

من جناب

حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)

بسی پرستی

حضرت رئیس المبلغین مولانا
محمد نصیر الدین صاحب
بگوی رحمت اللہ علیہ جاری
کیا گیا

اللہ کے دین کے مدگاروں کا گروہ

اغراض و مقاصد
۱۔ اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ، تبلیغ و اشاعت اسلام۔
۲۔ اصلاح رسوم باتبائع شریعت اسلامیہ۔ احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔

طریقہ کار
۱۔ جریدہ شمس الاسلام کا اجراء راول دارالعلوم عزیزیہ جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے راول مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے۔ ۲۔ عظیم الشان سالانہ کانفرنس (۵) امیر حزب الانصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ۔ (۶) یتیم خانہ (۷) کتب خانہ (۸) جامع مسجد بھیرہ کی مرمت (۹) مسلم نوجوانوں کی تنظیم۔

جریدہ کے قواعد و ضوابط

- ۱۔ جو صاحب حزب الانصار بھیرہ کو کم از کم پانچ روپے ماہانہ رقم عطا فرمائینگے وہ سرپرست مقرر ہونگے ایسے صاحب اسکا گروہ جریدہ شمس الاسلام میں شائع ہونگے ایسے حضرات کی سفارش پر ۲۵ امانان مساجد غریبا ی طلباء کے نام جریدہ بلامعاوضہ جاری کیا جائیگا پانچ روپیہ سے کم اور ایک روپیہ سے زیادہ جو صاحب ماہوار رقم عطا فرمائینگے وہ معاونین میں شمار ہونگے اور ان کی سفارش پر ۱۰ امانان مساجد غریبا ی مفلس طلباء کے نام سالہ جاری کیا جائیگا معاونین کے اہماد بھی شکر کے ساتھ درج کئے جائینگے۔
- ۲۔ ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے چندہ رکنت کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
- ۳۔ عام سالانہ چندہ عام مقرر ہے نمونہ کار پر چہ تین آنہ کے ٹکٹ موصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔
- ۴۔ رسالہ باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں ایسی صورتوں میں خط و خطیر ہمینہ کے اخیر تک اطلاع موصول ہونے پر دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنامہ

منیجر سالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہئے

سُرخ پینل کا نشان۔ یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سُرخ پینل کا نشان لگایا گیا ہے جنکی خیریت و اس پرچہ کی ختم ہو چکی ہے ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر جلد روانہ فرمائیں اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں پہلی فرصت میں مطلع کریں۔ خاموشی کی صورت میں آئندہ ماہ کا پرچہ بذریعہ دہی پی ارسال خدمت ہوگا جس کا وصول کرنا آپ کا اسلامی و اخلاقی فرض ہوگا۔ (غلام حسین منیجر شمس الاسلام)

مکافاتِ عمل

(از جناب محمد سعید صاغتانی ہوشیار پوری)

بدل ڈالی جو حالت اپنی ہم نے اپنے ہاتھوں سے
زباں سے معترف ہونا ہے معیارِ مسلمانی
وجاہت میں کمی کچھ ہو نہ عزتِ ناتھ سے جائے
تردد کیا پڑوسی پر گزر جائے اگر فافہ
حکومت ہے نہ صنعت ہے نہ حرفت اور تجارت ہے
خدا نے چھین لیں عزت و شرف کی ہم سے اکیسریں
معطل ہیں حدیثیں اور ہیں بیکار تفسیریں
کریں احکام قرآنی کی جتنی چاہیں تحقیق کریں
ہم اپنے گھر مزے سے کھا رہے ہیں بیٹھے انجریں
یہ فطرت کی ہیں تہدیدیں یہ قدرت کی ہیں تعزیریں

یہ حالت ناتوانی سے ہے اب ہم فاقہ مستوں کی
ہے روحانیتوں کا حال اس سے بھی گیا گدرا
جو دن تھے کام کرنے کے وہ سو کر کھو دئے ہم نے
نہ ٹپکے خون کا اک قطرہ بھی دل کو اگر چیریں
اجابت ہے دعاؤں میں نہ فریادوں میں تاثیریں
یہ ادبار و نحوست ہیں انہی خوابوں کی تعبیریں

یہ بہترین اثر استخفافِ مذہب کا نتیجہ ہے
اڑایا ہم نے خاکِ امویوں کی شان و شوکت کا
عمل اور قول میں ہے فرق کیا تم نے نہیں دیکھا
خیال آتا ہے جب بدروا اُحد کے جاں فروشوں کا
جدھر جاتے تھے ٹل جاتے تھے دریا ان کے رستوں سے
سروں پر خاکِ ذلت پاؤں میں نکتہ کی زنجیریں
ملائیں خاک میں عباسیوں کی ہم نے توقیریں
کہ یکسر ہو گئیں رسوا ہماری گرم تفسیریں
تو آنکھوں میں مری پھرتی ہیں انسانوں کی تصویریں
وہ جب تیور بدلتے تھے پلٹ جاتی تھیں تقدیریں

یہی دیں ہے یہی مفہوم توحید و رسالت ہے
کہ ہاتھوں میں ہوں شمشیریں زبانوں پر ہوں تیگریں

ہوشیار اے مردِ مومن ہوشیار

(از مولانا شوق محمودی)

نغمہ ناوِ جبرس، سارا سماں جاتا رہا
خوابِ نوشیں میں تجھے فکرِ زیاں جاتا رہا
ہوشیار اے مردِ مومن ہوشیار
علم و حکمت، جذبہ تحقیق و شوقِ اختراع
بے نیازِ فکرِ فردا اور احساسِ ضیاع
ہوشیار اے مردِ مومن ہوشیار

اپنی ساری کائناتِ مکر کے بدلے لے لیا
بے خبر! کچھ ہوش کر، دیتا ہے کیا لیتا ہے کیا
ہوشیار اے مردِ مومن ہوشیار
تیری ہستی پر چڑھادے رنگِ ثنیون گھول کر
خوابِ غفلت کے مزے میں حشر تک رہا بے خبر
ہوشیار اے مردِ مومن ہوشیار

اور تو دنیا میں ناموسِ ازل کا ہوا ہیں
آسمان ہے کہ چلی پیدا بہت تیری زمیں
ہوشیار اے مردِ مومن ہوشیار

آتشِ توحید کے باقی ہیں سینہ میں شرار
آج تجھے پھر راہ بتاؤں اے محبِ بے قرار
ہوشیار اے مردِ مومن ہوشیار

حامیِ دینِ متین سیدِ ابراہیم
نوجواں ہے ملتِ بیضا کا تو انصارِ بن
ہوشیار اے مردِ مومن ہوشیار

مسلم خوابیدہ اٹھ! وہ کارواں جاتا رہا
جاگ تیرے ہمسفر کا بھی نشان جاتا رہا
کیا ہوئی تیری متاعِ عقل و دین لے کا لگا
عشقِ مذہب، محبتِ دین سرمایہ صدِ انتفاع
لوٹ لی اختیار نے تجھ سے تری ساری متاع
اپنی دیرانی کا زائد اور کیا ہے انتظار
کوئی تنظیم و نبوت ہاتھ میں لیتا ہوا
غیرہ کُن، چشمِ عدو سرمایہ دینِ خدا
دیکھتے شرک اور فرمانِ رسولِ شہریار
حبِ اہل بیت کا رنگِ نیر چاہتا ہے ادھر
بادِ فیروزہ گول کے جامِ پنی کر پیر اثر
دیکھ اس کو کس طرح ہے عقلِ دین کا سو گوار
بہب کہے اَعْلَوْنَ تجھ کو مالکِ عرشِ بریں
تیری خود داری کے عالم رہ چکا ریرِ نگین
کس طرح سجتا ہے پھر یہ نامِ تیرا خاکسار
گزنہ، دل میں چمک فاران کی ہے آشکار
گر تجھے ہے ربِ کعبہ سے مدد کا انتظار
پاشکتہ بے عمل، بن بندہ پروردگار
عسکرِ فوجِ محمد کا علمبردار بن
خادمِ خلقِ خدا اور قاصدِ اشرار بن
گنبدِ خضر کے والی کا ہو پھر توراں دار

ملاحظات و اطلاعات

تبلیغ اسلام ماہ اکتوبر و نومبر میں حضرت امیر حزب الانصار نے موضع سروہی بھٹو چال خورد، کھٹیاں۔ پوکا ضلع جلم۔ کوٹ موہن و جمن ضلع شاہ پور کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ ہر جگہ تبلیغی اجلاس بے حد کامیاب رہے۔ جزیہ

کی سرپرستی میں الیانی میں ۵ شوال کو اور کوٹ موہن میں ۱۴ و ۱۵ نومبر کو شاندار جلسے منعقد ہوئے۔ جن کا اثر تمام علاقہ پر سیرت انگیز ہوا۔ دیہاتی مسالوں میں علمی و مذہبی بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ مولانا احمد یار صاحب نے اس عرصہ میں لیہ ضلع مظفر گڑھ۔ رتیل۔ و دودا۔ توشہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخان۔ ملتان۔ کیسر والہ۔ اور دھوری۔ لیانہ گوندل۔ بجن۔ اور کوٹ موہن کا دورہ فرمایا۔

تعلیم الاسلام ماہ رمضان کی تعطیلات کے بعد ۱۵ شوال بالمکرم سے دارالعلوم عزیزیہ میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری ہے مشہور و نامور فاضل مولانا سکندر علی صاحب ہزاروی (شاہ محمدی والے) صدر مدرس کے عہدہ پر فائز ہیں۔ مولانا محمد عظیم صاحب (فاضل دیوبند۔ سند یافتہ دارالمبلغین لکھنؤ و ندوۃ العلماء) مولانا سید سیاح الدین صاحب کا کافیل فاضل دیوبند مولانا بشیر احمد صاحب اور مولانا افتخار احمد صاحب اور حافظ غلام یسین صاحب چھ مدرس۔ محنت و تندرستی سے تدریس علوم اسلامیہ عربیہ میں مصروف ہیں۔ جدید نصاب مرتب کیا گیا ہے۔ جس میں درس نظامی کے علاوہ ادب۔ سیاسیات حاضرہ۔ تاریخ و جغرافیہ۔ اور معاشیات وغیرہ کی تعلیم دیا جاتا ہے۔ داربرٹن کا مدرسہ عربیہ بھی بحمد اللہ تعالیٰ ترقی پذیر ہے۔

قربانی کے چمڑے اور کھالیں دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ کے ماہانہ مصارف پانچ سو روپیہ سے زیادہ ہیں۔ ان کو پورا کرنے کے لئے جمیع معاونین کی اعانت قلمی و لسانی درکار ہے۔ براہ کرم عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے چمڑوں و کھالوں کو جمع کر کے ان کی قیمت بذریعہ منی آرڈر بنام مہتمم دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ ضلع شاہ پور پنجاب ارسال فرمائیں۔ جملہ ارکان و معاونین و ارباب کرم خاص توجہ سے کام لیں۔ اور ایک غریب ادارہ کی مدد کر کے ثواب داریں حاصل کریں۔

حضرت مولانا فخر الزمان صاحب قائد العسا کر کی تشریف آوری اور بیعت افروز تقاریر سے جماعت کو خاصی ترقی ہوئی۔

فوج محمدی (انصار الاسلام) کی اطلاعات جدید انتخاب عمل میں آیا۔ حاجی غلام حسین صاحب کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ باقی عہدہ دار بہ دستور قائم رہے۔ سر فراز خان ناظم و مستر

فوج محمدی کراچی،

میان ضلع شاہ پور میں بسرکری حافظ محمد افضل صاحب انصار الاسلام کی جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اور ۳۵ نوجوان اس میں شامل ہو چکے ہیں۔ انصار الاسلام نے خدمت خلق اور خدمت مساجد کے ذریعہ پبلک میں ہر نوعیزی حاصل کر لی ہے (ناظم انصار الاسلام)

مناظرہ و عمل اس مناظرہ کی روداد زیر اشاعت رسالہ میں درج کی جا رہی ہے جسے مولانا سید سیاح الدین صاحب کافیل رکن دارالامایف مجلس حزب المانہ ارومضی دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ نے مرتب فرمایا ہے۔ اس روداد کی پہلی قسط بہرہ ناظرین ہے۔ دوسری قسط انشاء اللہ آئندہ رسالہ میں درج کی جائے گی۔ روداد مذکور کے زائد فرے چھپوائے جا رہے ہیں۔ مکمل ہونے پر غلجہ ٹائٹل کے ساتھ کتابی صورت میں دفتر شمس الاسلام سے قیتا مل سکے گی امید ہے کہ اہل سنت حضرات اس کتاب کی توسیع اشاعت میں کوشش فرما کر ثواب حاصل کریں گے (دفتر شمس الاسلام بھیرہ)

کاروائی جلسہ انصار فوج محمدی موسیٰ خیل

موسیٰ خیل پر پونچے تو یہاں پر جویش استقبال کیا گیا بعد ازاں فوج تنظیم رضا کاران پر صاحبزادہ صاحب نے مختصر تقریر فرمائی جس میں سیکڑوں کا اجماع تھا کئی اصحاب نے فوج محمدی میں نام درج کرائے۔

۱۶ اگست امیر حزب الانصار مولانا ظہور احمد صاحب اور صاحبزادہ صاحب محمد زین الدین سجادہ نشین ترگ اور مولوی احمد یار خان صاحب مبلغ حزب الانصار تشریف فرما ہوئے بعد ازاں نماز ظہر جلسہ شروع ہوا۔ حافظ رمضان رضا کار انصار نے رکوع قرآن کریم تلاوت کیا اس کے بعد محمد بخش عبدالقادر نعمت خوانان ڈیرہ اسماعیل خان والوں نے نعمت خوانی کی اس کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب محمد فخر الزمان نے تعارف مقررین کرایا اور پروگرام بیان کیا سب سے پہلے حضرت صاحبزادہ محمد زین الدین صاحب نے خطبہ صدارت پڑھا جس میں آپ نے مسلمانوں کو یکجا اور متحد ہونے کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد حضرت امیر حزب الانصار صاحب نے مذہبی اور انصار فوج محمدی کی مختصر تاریخ بیان فرما کر پرہوش بصیرت قریہ تقریر فرمائی جو عوام خواص کی بہت عمدہ پیمانہ پر ذہن نشین ہوئی اور ہر طرف سے فلک شکاف نعروں سے جامع مسجد گونج اٹھی برابر وہ گھنٹہ تقریر جاری رہی۔ اس کے بعد نعمت خوانی پر جلسہ ختم ہوا۔ ۱۶-۱۷ کی درمیانی شب کو دس بجے رات بعد تلاوت قرآن و نعمت خوانی مولانا احمد یار خان کی تقریر شروع ہوئی جس میں انصار فوج محمدی کے مقاصد و اغراض اعلیٰ بیان کیے اور شمولیت کی دعوت دی اس کے بعد مذہبی مسائل پوری طرح بیان فرمائے۔ بارہ بجے جلسہ بعد نعمت خوانی کے خیریت ختم ہوا۔

۱۷ اگست صبح گیارہ بجے جلسہ بعد ازاں عام پر لپ نہر

حاجی سلطان خان صدر انصار المسلمین فوج محمدی موسیٰ خیل نے اپنے صاحبزادہ موسیٰ بنور خان کی شادی کی تقریب پر اکثر ارکین انصار فوج محمدی کو دعوت دی اور تمام مسلمانوں کو مواظفہ میں شمولیت کے لئے بذریعہ اشتہارات اطلاع دی چنانچہ ۱۵-۱۶-۱۷ اگست ۱۳۶۱ء تاریخ جلسہ قرار پائی اور انتظام سواری ٹانگہ ریلوے اسٹیشن میانوالی بعد ہر قسم کی سہولیت متعین کئے گئے اور اوڈہ موسیٰ خیل پر جو ریلوے اسٹیشن میانوالی سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے رضا کاران انصار فوج محمدی سیکڑوں کی تعداد میں برائے استقبال مقرر کئے گئے۔ باہر کی جماعتوں سے بلائے ہوئے ارکین جو شامل جلسہ ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:-

ادارہ عالیہ محمدیہ بھیرہ سے حضرت مولانا امیر حزب الانصار بھیرہ و قائد ادارہ عالیہ محمدیہ اور مولانا احمد یار خان صاحب مبلغ حزب الانصار بھیرہ اور ترگ سے حضرت صاحبزادہ صاحب مولانا محمد زین الدین سابق قائد اعظم انصار فوج محمدی اور ہمراہ ایشان دور رضا کار اور کوٹ چانرہ سے حضرت صاحبزادہ صاحب سید محمد فخر الزمان قائد عساکر انصار فوج محمدی و حکیم صفا غلام حسین امیر العسکر فوج محمدی محمد عظیم رضا کار اور موچھ سے بلند خان نائب امیر العسکر اور حاجی احمد خان رضا کار اور کالاباغ سے غلام خواجہ صدر انصار فوج محمدی اور خان محمد نائب صدر اور ڈاکٹر غلام حیدر ناظم اور میاں محمد جزل ناظم انصار فوج محمدی و دیگر قائد عساکر کٹھی حاجی محمد عبداللہ امیر العسکر و غلام محمد خازن ڈیرہ اسماعیل خان محمد بخش عبدالقادر انصار نعمت خواں۔

۱۸ اگست حضرت صاحبزادہ صاحب سید محمد فخر الزمان براہ راست کوٹاٹ سے دورہ کرتے ہوئے تشریف لائے رضا کاران انصار بغرض استقبال اسٹیشن میانوالی پر موجود تھے جب اوڈہ

کا کٹنایاں اور اس کا تعلق مذہبی ائمہ مجتہدین اور تبع تابعین اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نہایت احسن طریق پر بیان فرمایا جس کے سننے کے بعد وسط اور وسط لوگ انصار میں نام درج کراتے گئے۔ اس کے بعد صاحبزادہ سید محمد فخر الزمان نے دعا خیر فرما کر جلسہ بخیریت تمام کیا۔

دوسرے روز ۱۸ اگست کو فہرست رضا' ابن مکمل کی گئی اور انتخاب حدیث میں لایا گیا۔ تعداد رضا کا ایک سو ستر تک پہنچ گئی۔ صدر حافظ غلام مصطفیٰ مقرر ہوئے نائب صدر مولوی غلام مصطفیٰ اور ناظم عمومی خان صاحب محمد سعد الدخان اور نائب ناظم حافظ محمد اسحاق صاحب اور خان صاحب الداد و خان مقرر ہوئے۔
(نامہ نگار)

موسیٰ خیل شروع ہوا۔ حافظ احمد حیات رضا کارنے رکوع قرآن مجید تلاوت کیا اس کے بعد نعت خوانی ہوئی پھر ایک گھنٹہ مولانا احمد یار خان نے تقریر فرما کر سامعین کو اپنی طرح مخطوط فرمایا۔ اس کے بعد صاحبزادہ صاحب فخر الزمان نے صرف آدھ گھنٹہ تقریر فرمائی جس میں موجودہ زمانہ کے متعلق مسلمانوں کو اپنا فائز عمل اور مستقبل کے لئے اس کی ضروریات کو..... پوری طرح سے بیان فرمایا اور انصار فوج محمدی کا الحاق جمیعت علماء ہند سے مذہبی پالیسی میں پوری طرح سے واضح طور پر ظاہر فرمایا جس سے عوام کو کسی قسم کا التباس باقی نہ رہا۔ اس کے بعد امیر حزب الانصار نے پورے دو گھنٹے تقریر فرمائی جس میں فوج محمدی کی تاریخ مفصل اور اس کے

نشادات آل انڈیا ریڈیو امیشن سے کرا صاحب رسول کی ندیش

اس خبث باطن اور صحابہ کرام جیسی مقدس ہستیوں کے ساتھ بغض و عداوت کا یہ بدترین مظاہرہ دیکھنے کے بعد کون ہے جو اپنے آپ کو مسلمان تو کہے۔ عاشق رسول کہلائے۔ اپنے کو صحابہ رسول کا غلام سمجھے اور اس کا دل فرط سرخ و الم سے پاش پاش نہو۔ اس کے سینہ میں آگ کی بجھتی نہ سلگے اور اس کا قلب و جگر تیزوں سے چھلنی نہو۔ افسوس کا مقام ہے کہ ریڈیو پر دنیا بھر کے فضول افسانے سنائے جائیں، ڈرامے کھیلے جائیں، گانے بجانے کا سنا ہو، مختلف قوموں کے گیت اور نثر لکھے جائیں، ہر مذہب و ملت کے پیشواؤں، قوم کے لیڈروں کے متعلق ہر روز مقالے بار بار سنائے جائیں تو کسی شیعہ کے دل کو ٹھیس نہیں لگتی ان کے جذبات مجروح نہیں ہوتے۔ مگر جب صحاب رسول کا نام لیا جاتا ہے حضور کے یا غار صدیق اکبر اور امیر المؤمنین فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین حضرت

انصار "حقیقت" لکھنؤ میں اطلاع ذیل شائع ہوئی ہے۔
"۳۳ اکتوبر کو پورے سات بجے شام کو آل انڈیا ریڈیو دہلی سے دیہاتی پروگرام کے سلسلہ میں اصحاب رسول حضرت ابو بکر صدیقؓ پر ہندوستانی میں تقریر ہونے والی تھی۔ لیکن آج لکھنؤ سے شیعہ صاحبان کا ایک وفد دہلی آیا اور اس نے آل انڈیا ریڈیو کے کارپردازان سے مل کر اس تقریر کو روکوا دیا جس سے یہاں اور دیگر مقامات پر عام مسلمانوں کو بڑی نایاب ہوئی ہے۔ افسوس ہے کہ لکھنؤ کی شیعہ سنی چیقلش کا اثر اب دہلی تک پہنچ گیا ہے۔"

سنیوں کو رواداری و اخوت کا وعظ سنانے والے "سنی" ذرا اس خبر کو غور سے پڑھیں۔ مدح صحابہ کے حق کے لئے چہو کرے والوں پر ملامت کرنے والے اب کہاں ہیں؟ شیعوں کے

کو ٹھیس لگے گی۔ لیکن کل اگر ہندو یا سکھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریف و اخت کو ریڈیو اسٹیشن سے نشر کرنے کے بارے میں وفد کی صورت میں جا کر ملتوی کرائیں۔ تو کیا آپ خاموش رہیں گے کیا رواداری برت سکیں گے؟ کیا ان کے جذبات کا احترام کرنا آپ کو گوارا ہو سکے گا؟ ہرگز خاموش نہ رہنا چاہیے۔ اور غالباً کوئی بھی خاموش نہ رہے گا۔ مگر جب ہم شیعوں کے وجودہ "کارنامہ" پر خاموش رہ کر کچھ بھی احتجاج نہ کریں۔ تو پھر کس منہ سے ہم ہندوؤں کے مقابلہ میں احتجاج کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح ان کو مورد الزام ٹھہرائیں گے۔

پس چاہیے کہ سب سنی مسلمان اس معاملہ کو ایک اہم مذہبی معاملہ سمجھ کر اس فتنہ کے دفاع میں اپنی قوت صرف کریں۔ اگر رسول اور اصحاب رسول کی محبت کا دعویٰ ہے۔ تو اس "رواداری" کو جو درحقیقت مداخلت فی الدین ہے چھوڑ کر سب میدان میں آئیں اور اپنے مذہبی۔ شہری، اخلاقی، حق یعنی مدح صحابہ کی حفاظت کا تہیہ کر لیں ورنہ یاد رکھیں کہ کل اگر لکھنؤ میں مدح صحابہ کی بندش نہ تھی تو آج دہلی ریڈیو اسٹیشن سے بندش ہو گئی جو درحقیقت تمام ہند بلکہ بیرون ہند میں مدح صحابہ کے امتناع کی کوشش ہے۔ اور اس مہر خاموشی کا نتیجہ یہ ہو گا کہ کل پھر جلسوں اور جلسوں میں ذکر صحابہ کی بندش کی جائے گی۔

ابتداء سے عشق ہے روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا

خدا را! دین کو اس طرح پشت نہ ڈالئے۔ ناموس صحابہ کا بھی کچھ خیال رکھئے۔



علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء گرامی کے ذکر کا اعلان ہوتا ہے۔ تو شیعہ دنیا میں آگ لگ جاتی ہے۔ چھوٹے بڑے سب سیما دار ترشینے لگتے ہیں۔ اور ان کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ چنانچہ لکھنؤ چل کر ان کا وفد دہلی آیا اور آل انڈیا ریڈیو سے اس پروگرام کو منسوخ کرایا۔ یہ نہیں کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مدائح و مناقب کی اشاعت کے لئے صرف ریڈیو اسٹیشن ہی مخصوص ہے جس کی وجہ سے اس التوا پر ہمیں رنج و تکلیف پہنچ رہی ہے بلکہ رونا تو اس کا ہے کہ شیعہ بھائیوں کی اس ذہنیت اور "رواداری" و "مسلمانی" کے مظاہرہ کے بعد بھی ہمارے "صلح کل" اور "وسیع المشرب" حضرات اپنے مہر سکوت کو نہ توڑیں گے۔ یہ واقعہ اس حقیقت کی ایک کھلی شہادت ہے کہ شیعہ نہ صرف لکھنؤ میں مدح صحابہ کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں بلکہ ان کی کوششیں یہ ہیں کہ تمام ہندوستان کی سرزمین میں کہیں بھی ان نفوس قدسیہ کا ذکر خیر نہ ہو۔ ورنہ آل انڈیا ریڈیو سے ذکر صحابہ کو منسوخ کرائے گا معنی اور کیا ہو سکتا ہے۔ شیعوں کے گریجویٹ اور خطاب یافتہ نمک تو مدح صحابہ کے امتناع کے لئے ایڑی چوٹی کا زور دیتے رہتے ہیں اور وہ لکھنؤ سے وفد کی صورت میں دہلی آکر اپنا کام کر لیتے ہیں۔ لیکن ہمارے سنی "خطاب یافتہ دہلی ہی میں بیٹھ کر ان امور کی طرف کچھ توجہ ہی نہیں دیتے۔ حیرت کا مقام ہے کہ ہمارے یہ "نمر" اور "پیر" کس کام آئیں گے۔ اور وہ پیر کو نسا دن ہو گا۔ کہ ان کے ہاتھوں دین کا کوئی کام سرانجام ہو اور خدا اور رسول کی محبت کا کوئی عملی مظاہرہ کر سکیں۔

یہ سب کچھ ہو رہا ہے یہ خود ہماری ہی بے توجہی اور دینی امور سے بے غنائی کا نتیجہ ہے۔ اپنے اغراض و مقاصد اور سیاسی مصالح لئے ہمیں کچھ اس طرح بے حس کر دیا ہے کہ ایسے واقعات سے کبھی بھی ہماری رگ محبت نہیں بھڑکتی۔ ہمارا اخبارات اور ریڈیو سب ایسے واقعات دیکھ کر اس لئے مچھڑ ہوتے ہیں کہ اس ضمن میں کچھ لکھنا یا کہنا رواداری کی خلاف ورزی ہے اور اس سے ہمارے "شیعہ بھائیوں" کے نازک شیعہ دل

مختصر تاریخ بیت اللہ شریف

(از مولانا محمد حسنا)

ان اول بیت وضع تحقیق سب سے پہلی عمارت جو عباد
للناس للذی بسکتہ الہی کی عرض سے بنائی گئی ہے لوگوں
مبارک و ہدایتی للعالمین کے لئے وہ ہے جو مکہ میں ہے۔
(یعنی بیت الحرام) جو بہت برکت والی ہے اور ہدایت ہے
مخلوقات کے لئے۔

تاریخی دنیائیں اور مذاکرہ علی کے نطق میں سب سے اہم
مسئلہ عبادات کے متعلق یہ ہے کہ ہم اپنے قبلہ و کعبہ کی حقیقت
تاریخی سے واقف ہو جائیں۔

پس جبکہ عظمت تاریخی اور تقدم زمانی اس کی بنیاد
دیگر کائناتوں و نصاریٰ و یہود وغیرہ کے ثابت ہو جائے تو خود بخود
واضح ہو گا کہ اس مقدس مقام کو قبلہ بنایا جانا مناسب ہے
کلام اللہ ناطق ہے کہ تمام آبادیوں میں اولیت کا درجہ بیت اللہ
ہی کو حاصل ہے۔ محققین علماء نے ثابت کیا ہے کہ پہلے پہل
جب بیت اللہ شریف نہیں تھا۔ اس کی جگہ بیت المعمور تھا جو
خلق آدم سے پہلے فرشتوں کی عبادت کا گاہ تھا۔ بعد اس کے
خداوند تعالیٰ جل جلالہ نے اس کو اپر آسمانوں کی طرف اٹھایا
پس جب کہ آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کئے گئے
اور اُن کو عبادت کرنے کے لئے حکم ہوا تو انہوں نے خداوند تعالیٰ
سے استعفاء کی کہ یا اللہ کوئی خاص جہت جو میری عبادت
کے لئے مخصوص ہو بتا دے۔ ادھر سے حکم خداوندی نازل ہوا۔
کہ بیت المعمور والی جگہ پر مکان عبادت بنا کر نماز پڑھ۔ مگر یہاں
توصاف میدان ہونے کی وجہ سے پتہ نہیں لگتا تھا کہ وہ
کونسی جگہ ہے۔ اس لئے فرشتوں کو حکم ہوا کہ حال والا بیت المعمور
جو آسمان ہفتم پر ہے۔ کہ جہاں ایک دفعہ فرشتہ داخل ہو جائے

پھر قیامت تک اس کی باری نہیں آسکتی۔ اس کی سیدھی میں
زمین پر مسجد بناؤ۔ پھر جبکہ نوح علیہ السلام کے طوفان میں اسے
عمار تنگ کر گئی تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کی پھر بنا ڈالی۔ اور ان
کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام پتھر پھینک کر دیا کرتے تھے اسی کی
طرف اشارہ ہے واذ یفرح ابراہیم القواعد من البیت
در اسماعیل۔ اور چونکہ حضرت ابراہیم ہی یہودیوں عیسائیوں
اور مسلمانوں کے جدِ اجداد ہیں اس لئے ان قوموں کے پدربزرگوار کی
مسجد کو قبلہ بنانا گویا اقوامِ ثلاثہ کو اتحادِ نسبی یاد دلا کر اتحادِ مذہبی
کے لئے دعوت دینا بنوا لئے کلام

تحويل قبلہ

تحويل قبلہ کا ثبوت کتاب اللہ سے

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک یہ
تھی کہ جس چیز میں کوئی حکم خداوندی موجود نہ ہوتا تو اس میں اہل
کتاب سے موافقت فرمایا کرتے۔ نماز آغازِ نبوت میں ہی فرض
ہو چکی تھی۔ مگر قبلہ کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا۔ اس لئے
مکہ کی تیرہ سالہ اقامت کے عرصہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیت المقدس کو ہی قبلہ بنائے رکھا۔ مدینہ میں پہنچ کر بھی یہی
عمل رہا۔ مگر ہجرت کے دوسرے سال خداوند تعالیٰ نے اس پر
میں حکم نازل فرمایا۔ یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلی نشا
کے موافق تھا۔ کیونکہ آنحضرتؐ دل سے چاہتے تھے کہ مسلمانوں کا
قبلہ وہ مسجد بنائی جائے جس کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام
تھے۔ جسے کعبہ شکل ہونے کی وجہ سے کعبہ اور صرف عبادت
الہی کے لئے بنائے جانے کی وجہ سے بیت اللہ اور عظمتِ حق
کی وجہ سے مسجد الحرام کہا جاتا تھا۔ اس حکم میں جو اللہ پاک نے

”سمندر کی فراوانی تیری طرف پھرے گی اور قنوں کی دولت تیرے پاس فراہم ہوگی“ ۶ اونٹیں کثرت سے تھے آکے چھپائیں گی۔ مدیان اور عیثیہ کے اونٹ وہ سب بوسبا کے ہیں۔ آئیں گے۔ وہ سونا اور لبان لاویں گے۔ اور خداوند کی بشارت سنائیں گے۔ ۷ قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی۔ نبیط کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے وہ میری منظوری کے واسطے میرے مذبح پر پڑھائے جائیں گے اور میں اپنے شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا۔“

واضح ہو کہ شوکت کا گھر ٹیکہ لفظی ترجمہ بیت الحرام کا ہے اور خانہ کعبہ کا۔ یہی نام قرآن مجید میں مذکور ہے۔ جس سے پہلے نوشتوں کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس گھر کو بزرگی دینے سے مطلب اسے قبلہ قرار دینا ہے۔

یہ بات کہ اس مقام پر شوکت کے گھر سے مراد کعبہ ہے۔ نہ کوئی اور مقام۔ اس دلیل سے صاف اور واضح ہو جاتی ہے کہ درس ۶ میں مدیان۔ عیثیہ۔ سبا۔ قیدار۔ نبیط کے لوگوں کے جمع ہونا قربانیاں کرنا بتلایا گیا ہے۔ یہ پانچوں حضرت ابراہیم کے پوتے ہیں۔ جو عرب میں آباد ہوئے۔ اور جن کی نسل کے قبیلے صرف محمد رسول اللہ کے دین میں داخل ہوئے نہ عیسائی تھے اور نہ یہودی تھے اور ان سب نے مل کر صرف ایک مذبح منی ہی پر قربانیاں پیش کی تھیں۔ قوموں کے نام منی کا پتہ۔ عرب کا قاطبہ مسلمان ہو جانا حجۃ الوداع میں سب کا بنی کریم کی خدمت میں حاضر ہونا ایسے تاریخی واقعات ہیں۔ جو مندرجہ بالا آیت کے معنی کو بالکل یقینی بنا دیتے ہیں۔

دوم جی بنی (ق۔ م۔ ۵۲۰ سال) کی کتاب میں ہے

ن ۹۔ اس پچھلے گھر کا جلال پہلے گھر کے جلال سے

زیادہ ہو گا۔ رب الافواج فرماتا ہے۔ اور میں اس

مکان سلام دے سلا متی یا سلام، بخشوں گا۔“

عربی بائبل مطبوعہ ۱۸۸۷ء مقام آکسفورڈ ۱۳۳۹ھ پر اس

قرآن مجید میں نازل فرمایا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ پاک کو جملہ جہات سے یکساں نسبت ہے۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ فاللہ المشرق والمغرب ۱۰ اینما تکلونا یا ت حکم اللہ جمیعاً ۲ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عبادت کے لئے کسی نہ کسی طرف کا مقرر کر لینا طبقات مردم میں شائع رہا ہے دلکل وجہۃ ہو مولیہا فاستبقوا الخیرات ۳ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کسی طرف منہ کرنا اصل عبادت سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ لیس البران تولوا وجوہکم قبل المشرق والمغرب ۴ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تعین قبلہ کا بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ متبعین رسول کے لئے ایک تمیز علامت قرار دی جائے۔ لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ ۵ یہی وجہ تھی کہ جب مکہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے۔ اس وقت تک بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ رہا۔ کیونکہ مشرکین مکہ بیت المقدس کے احترام کے قائل نہ تھے۔ اور کعبہ کو تو انہوں نے خود ہی اپنا بڑا معبد بنا رکھا تھا۔ جو کہ تین سو ساٹھ بت اس میں رکھے تھے۔ اس لئے مشرک چھوڑ دینے اور اسلام قبول کرنے کی بین علامت مکہ میں یہی رہی کہ مسلمان ہونے والا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرے۔ جب بنی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں پہنچے۔ وہاں زیادہ تر یہودی یا عیسائی ہی آباد تھے۔ وہ مکہ کی مسجد الحرام کی عظمت کے قائل نہ تھے۔ بیت المقدس کو تو وہ بیت ایل تسلیم کرتے ہی تھے اس لئے مدینہ میں اسلام قبول کرنے اور آبائی مذہب چھوڑ دینے کی علامت یہ ٹھہرائی گئی کہ مکہ کی مسجد الحرام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے کہ یہی ابتلا تھا اول میں ان کے لئے اور اخیر تک تمام لوگوں کے لئے یہی قبلہ رہا۔ تخیل قبلہ کا ثبوت اہل کتاب سے۔ مجموعہ بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو پہلے سے بتلادیا تھا کہ جو مسجد آخر میں قبلہ قرار دی جائے گی وہ درجہ میں پہلے قبلہ سے برتر ہوگی۔ نمونہ کے لئے ذیل کے چند حوالجات ملاحظہ ہوں۔ اول یسعیاہ بنی کی کتاب کا ۶ باب ملاحظہ کیجئے۔ اس میں تمام عبارت مکہ کی تعریف میں ہے۔ خصوصاً ۵ درس سے دیکھو۔

اسی کا نام قرآن مجید کی دوسری آیت میں بکے ہے ان لوگوں کو بیت وضع للناس للذی بہکۃ (پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا ہے وہ بکے میں ہے) اب قرآن اور زبور کا اتفاق ہو گیا۔ کہ مکہ کا نام خدا کے ہاں بکے ہے۔

(رح) اب ایک کو اُن بنائے کا ثبوت باقی رو گیا جو وادی بکے میں ہو۔ بخاری کی حدیث (کتاب الانبیاء ص ۶) عن ابن عباس میں اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کے یہاں آئے اور آباد ہونے کی بابت ایک طویل و مسلسل حدیث ہے اس میں یہ عبارت ہے فلما بلغت الوادی سمعت جب ہاجرہ اس وادی میں پہنچی تو وہاں (پانی کے لئے) دوڑی پھر کسی قدر آگے یہ عبارت ہے هفتین علی الارض قال فابشنت الماعقۃ هشت اسماعیل فجلت تحفر

(دوڑتے ہوئے دوڑا اٹھیں) پر ماریں۔ پانی ابل پڑا اسماعیل کی ماں حیران رہ گئی۔ پھر اس کو گھوڑوں پر سوار بنائے گئے۔ ناظرین آپ نے دیکھا کہ زبور کے اس مقام میں بکے کا نام بھی نکل آیا۔ دہا کی مسجد کا نام بیت اللہ بھی ثابت ہو گیا۔ وہاں ایک کنواں بھی ثابت ہوا۔ اور وہاں کے رہنے والوں کا مبارک ہونا۔ ہمیشہ یاد خدا میں رہنا بھی ثابت ہو گیا۔ الغرض بکے بیت اللہ۔ زمزم۔ اولاد اسماعیل صاف طور پر ثابت ہیں۔ اولئذ الحمد فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اپنے اس گھر کو جو وادی بکے میں ہے۔ ہمارا قبضہ بنایا۔ نہ کہ یروشلم۔ (مسجد اقصیٰ) کیونکہ ایک ایسے دین اسلام کے لئے جس کی بابت لیٹلہرہ علی الدین حکمہ (وہ سب دینوں پر اپنا غلبہ کرے) فرمایا گیا ہے۔ اسی گھر کا قبضہ ہونا مناسب تھا۔ نہ کہ اس کا جسے ہر ایک فاتح کافر نے توڑا۔ اور ویران کیا۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو کوئی کئی دفعہ غلام بننا۔ قیدی ہونا۔ جلاوطن ہونا پڑا ہو بالآخر اللہ تعالیٰ نے ہماری یہ استدعا ہے۔ کہ خلائد بن ولید علی اسی ہمارے مقدس و مطہر قبضہ کو اور اس کے پاس کے رہنے والوں کو آباد و سرشار رکھے۔

اس آیت میں لفظ سلام اور اردو ہائیل مطبوعہ ۱۸۷۱ء مطبوعہ مرزا پور میں سلامتی ہے۔ اس لئے اہل اسلام کا حق ہے کہ اس کا ترجمہ اسلام کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں سلامتی پر رہنے کا ذریعہ اسلام ہی ہے بفقوائے حدیث اُسلم قسلم۔ سوم زبور میں درس ۸۶ میں ہے

زبور عربی

(۴) طوبی للساکنین فی بیتک ابدال یسبحونک (سلام)

(۵) طوبی لاناں عزہ ربک طرق بیتک فی قلوبہم

(۶) عابروین فی واد النہار یصیرونہ ینبوعا

ایضاً بمرکات یعظون مورثا

کتاب المقدس طبع بنفقتہ الجمعیتہ البرطانیہ والا جنبیہ انتشار المقدسہ فی مطبعۃ المدرستہ من المدینۃ اؤکسفورڈ فی سنتہ ۱۸۷۱ء

زبور اردو

(۴) مبارک وہ ہیں جو تیرے گھر میں بستے ہیں وہ سدا تیری

ستائش کریں گے۔ (سلام)

(۵) مبارک وہ انسان جس میں قوت تجھ سے ہے ان کے

دل میں تیری راہیں ہیں

(۶) وہ بچا کی وادی میں گزر کر رہے ہیں۔ اُسے ایک کو اُن بنائے

”یہی برسات اسے برکتوں سے ڈھانپ لیتی“

(کتاب مقدس مطبوعہ آرفن سکول۔ مرزا پور ۱۸۷۱ء)

عربی اور اردو دونوں کتابوں سے جو ایک ہی مشن سوسائٹی

کی شائع شدہ ہیں۔ متفق طور پر جو باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ ان سب

کا ثبوت مندرجہ ذیل ہے۔

(الف) ساکنین بیت جس کا ذکر درس ۴ میں ہے۔ وہ اسماعیل

اور ان کی اولاد میں ہے۔ حضرت ابراہیم کی دعا قرآن مجید میں مذکور

ہے۔ رب انی اسکنک من ذریعتی۔ ہواد غبار ذی ذرع عند

بیتک المحمود (اے خدا میں نے اپنی ذریت کو اس وادی

میں جس میں روئید گی نہیں ہوتی۔ تیرے عزت والے گھر کے پاس

آباد کیا۔

(ب) یہ وادی جس کی صفت آیت بالا میں غیر ذی زرع ہے

مرزا قادیانیات

مرزا قادیانی کی اسلامی خدمات

(از مولانا محمد چراغ صاحب مدرس مدرسہ عربیہ گوجرانوالہ)

گزشتہ چند اشاعتوں میں مرزا کے اصلاحی کارناموں کا ذکر کیا گیا تھا اسی مضمون کا تتمہ ”مرزا کی اسلامی خدمات“ پیش خدمت کر رہا ہوں تاکہ ناظرین اندازہ لگا سکیں کہ مرزا کی عملی زندگی جس کا ذکر گزشتہ مضمون میں کیا جا چکا ہے کے علاوہ مرزاجی کی عملی خدمات کیا ہیں؟

مرزاجی کا دعویٰ تھا کہ عنقریب تمام مذاہب دنیا سے سٹ جاویں گے اور صرف اسلام ہی ایک مذہب رہ جائیگا (اگرچہ مسٹر محمد علی صاحب لاہوری بیان القرآن میں اس کی خوب تردید کرتے ہیں) مرزاجی نے اس دعویٰ کو اپنی تصانیف میں متعدد بار ذکر کیا ہے (مثلاً شہادۃ القرآن ص ۱۶۵)۔

”اور سمجھو کہ وعدہ سچا مذہب حق کے پھیلنے کا نزدیک آگیا اور وعدہ یہ ہے هو الذی ارسل رسولہ بالحدیث و دین الحق لیظهرہ علی الدین کلہ... تب ہم تمام قوموں کو ایک ہی مذہب پر جمع کر دیں گے... ایسے زمانہ میں تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا جاوے گا۔“

اسی ذکر کو مرزاجی نے چشمہ معرفت۔ ما الفرق فی آدم والمسیح الموعود اعجاز مسیح وغیرہ میں چھوڑا ہے۔

مرزاجی کو یہ دعویٰ پورا ہونا نظر نہ آتا تھا۔ اس لئے سوچا کہ دنیا کا ایک مذہب بنانے کی یہ تجویز کرنی چاہیے کہ سارے مذاہب کے اصول کو آپس میں خلط ملط کر دیا جاوے۔ ہندوؤں کا عقائد عیسائی تصورات اور اسلامی اصول کو آپس میں اس طرح گڈ مڈ کر دیا جاوے کہ ایک مجنون مکتب تیار ہو جاوے پھر یہ کہنا آسان ہو جائے گا کہ

لو صاحب دنیا میں اب صرف ایک ہی مذہب باقی رہ گیا ہے یعنی مجنون مرکب۔ اس منحوس کوشش کے لئے دو پیڑے جمائے گئے۔ (۱) پہلا پیڑا تو یوں جمانا شروع کیا کہ اپنے لئے مختلف اقوام و مذاہب کے مقتداؤں کے نام تجویز کئے مثلاً کہیں کہا کہ میں ہی محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم (منم مسیح زمان و منم کلیم خدا۔ منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد) والعیاذ باللہ العلی العظیم کہیں لکھا کہ میں ہی مسیح ابن مریم ہوں (کشتی نوح ص ۶۵) کہیں ہندوؤں کا پیشوا بننے کی کوشش کی کہ میں نشکونک ہوں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۵۶) میں ہی سری کرشن ہوں (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۵۷) برہمن اوتار (حقیقۃ الوحی ص ۶۷) وغیرہ وغیرہ۔

(۲) دوسرا پیڑا یہ بتایا کہ عیسائیوں اور ہندوؤں کے خیالات کو مسلمانوں میں گھسیڑنے کی کوشش کی ع من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی الخ اس صحبت میں یہی بیان ہو گا کہ مرزا نے ہندوؤں کے کن خیالات کو اپنایا اور عیسائیوں کے کن عقائد کو اپنے میں جذب کر نیکی کوشش کی اور پھر مسلمانوں کے کن کن عقائد پر تیشہ رکھا۔

مرزا قادیانی میں ہندوؤں کا عقائد

ذیل میں اس امر کا ثبوت ہو گا کہ کس طرح مرزاجی نے ہندوؤں کو روپ دہارنا چاہا اور ان کے کیا کیا اصول تسلیم کئے گئے۔

(۱) تناسخ کا عقیدہ۔ ہندوؤں کا ایک مشہور عقیدہ جنم بدلنے کا ہے جس کو وہ آواگون اور تناسخ سے تعبیر کرتے ہیں مرزاجی کا عقیدہ بھی یہی ہے۔

ترباق القلوب ص ۲۸ حاشیہ ”اس طرح ابراہیم علیہ السلام

لے اپنی وفات کے بعد پھر عبداللہ سپر عبدالمطلب کے گھر جنم لیا اور محمد کے نام سے پکارا گیا۔

مرزا جی نے ہندوؤں کے عقیدہ کی اصلاح اس طرح کی کہ اس کی تردید کی بجائے خود اس کے قائل ہو گئے (جس طرح براہین احمدیہ ص ۱۹۵ کے حوالہ سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ شرکوں کے خیالات سن کر خود ہی شرک کی اشاعت کرنی شروع کر دی۔ دیکھو شمس الاسلام جلد ۳۷ نمبر ۷ ص ۲۱)۔

(۲) گاؤ کشی بند کرنے کا حکمنامہ

پیغام صلح ص ۲۹۹ ص ۲۱ ”اگر ہندو صاحبان اپنے صدق دل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مان لیں اور ان پر ایمان لادیں تو یہ تفرقہ جو گائے کی وجہ سے ہے اس کو بھی درمیان سے اٹھا دیا جاوے جس چیز کو ہم حلال جانتے ہیں ہم پر واجب نہیں کہ ضرور اس کو استعمال بھی کریں“

اس عبارت سے اتنا تو ضرور ہو گیا کہ مرزا جی ذبح گائے کے معاملہ میں ہندوؤں سے تعاون کرنا چاہتے ہیں۔ مگر لگے ہاتھ مرزا جی کے معتقدین مجھے یہ دریافت کا حق دیں کہ مرزا جی کی محولہ بالا عبارت کا مطلب میں ان سے سمجھ سکوں۔ یعنی مرزا جی کہتے ہیں اگر ہندو صاحبان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بصدق دل خدا کا سچا رسول تسلیم کر لیں اور اخلاص سے آپ کی نبوت کے قائل ہو جاویں تو پھر گائے کے لئے ہم ان سے رواداری برتنیں گے۔ کیا ہندو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کو تسلیم کر کے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو کر بھی گائے کی عظمت کا عقیدہ رکھنے کے مجاز ہیں؟ یہ ہندوؤں سے رواداری ہونی یا نو مسلم ہندوؤں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ وہ مسلمان ہو کر بھی بخوشی گاؤ پرستی کا عقیدہ رکھے رہیں یہ نیا اسلام مرزا جی ہی پیش کر سکتے ہیں۔ آیت یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلمۃ کافۃ کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔

(۳) وید الہامی کتاب الہی کلام ہے

پیغام صلح ص ۲۳ ”تاہم خدا کی تعلیم کے موافق ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ وید انسان کا افتراء نہیں ہے۔ انسان کے افتراء میں یہ قوت نہیں ہوتی کہ کروڑ ہا لوگوں کو اپنی

طرف کھینچ لے اور پھر ایک دائمی سلسلہ قائم کر دے“
پیغام صلح ص ۲۵۰ ”پس ہمارے لئے وید کی سچائی کی یہی ایک دلیل کافی ہے کہ آریہ ورت کے کئی کروڑ آدمی ہزار ہا برسوں سے اس کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور ممکن نہیں کہ یہ عزت کسی ایسے کلام کو دی جاوے جو کسی مفتری کا کلام ہے“

مندرجہ بالا دونوں عبارتوں میں مرزا جی سارا زور اس پر خرچ کر رہے ہیں کہ وید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور یقیناً خدا کا نازل کردہ الہام ہے اور کہ وید کے افتراء و اختراع ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ اور اس پر مرزا جی کی مصنوعی دلیلیں بھی کافی سنجیدگی کی محتاج ہے نیز مرزا جی صاف بیان دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تعلیم ہمیں مجبور کرتی ہے کہ وید خدا کا سچا کلام اور صحیح الہام تسلیم کریں۔
ضروری نوٹ۔ مرزا جی کی دورنگی عادت سے تو ناظرین واقف ہی ہیں وہ عموماً ہر مسئلہ میں دونوں قسم کی باتیں کہ جاتے ہیں اسی عادت کے موافق مرزا جی زیر بحث مسئلہ میں بھی دونوں قول لکھ گئے ہیں ایک طرف تو ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے ویدوں کی تعریف کے پل باندھ رہے ہیں اور انکی مدح میں رطب اللسان ہیں۔ مگر دوسری طرف اس کے خلاف بیانات بھی ملاحظہ کر لئے جائیں۔

مرزا جی کو الہام ہوا ہے کہ وید گمراہی سے بھرا ہوا ہے۔

ص ۵

مرزا جی کو جو بالائی الہام ہوا ہے وہ تو مرزا کو سمجھاتا ہے کہ وید میں گمراہی اور ضلالت ہی ہے اس میں کہیں صداقت کا نام و نشان نہیں پھر اس کے باوجود مرزا جی پیغام صلح ص ۲۱ میں کہتے ہیں کہ خدا کی تعلیم کے موافق ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ وید انسان کا افتراء نہیں۔ ”دونوں باتوں میں خدا کی طرف سے کونسی بات مرزا جی کو الہام ہوئی اس کا فیصلہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ بیانیوں کہا جاوے کہ سادہ کے اندھے کو انجم مثل مشہور کے مطابق مرزا جی ہیں خود دورنگی ہے اس لئے وہ خدا میں بھی دورنگی ہی دیکھتے ہیں ہم تو سخت حیرت میں ہیں کہ بقول مرزا خدا کا الہام صحیح سمجھیں یا خدا کی تعلیم کو سچا مانیں۔ وید کی توثیق کے خلاف اور سینے۔

مہر چٹم آریہ ص ۱۸۹ دہ دید خدا شناسی کے بارے میں نہایت درجہ ناقص اور رہزن ہے اور نھائے الہی کے بیان کرنے میں بغایت درجہ قاصر ہے۔
 شخصہ حق ص ۲۲ ”ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہیں کہ دیدوں میں بجز مشرکانہ تعلیم کے کوئی معرفت اور حکمت کا بیان نہیں ہے“

ناظرین حیران ہوں گے کہ مرزا جی کا عقیدہ خدا کی تعلیم کے موافق تو یہ تھا کہ دید خدا کی الہامی کتاب ہے اور اس کے ثبوت میں ایڑی پوٹی کا زور صرف ہو رہا تھا اور سرمہ چٹم آریہ اور شخصہ حق میں وہی مرزا جی کہہ رہے ہیں کہ مشرکانہ تعلیم کے سوا کچھ نہیں اور یہ مرزا جی کا صرف خیال ہی نہیں بلکہ یقیناً اور حتماً اسی کے اعتقاد کا پر و پا گنڈہ کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ دید خدا شناسی کے پہلو میں ایک ڈاکو کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان اقوال متناقضہ کی توفیق شائد کچھ مرزائی مرکز سے ہی صادر ہو۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ سرمہ چٹم آریہ اور شخصہ حق مرزا جی کی ابتدائی تالیفات ہیں اور پیغام صلح ش ۹۵ کی تالیف ہے اگر پیغام صلح کو صحیح سمجھیں تو شخصہ حق اور سرمہ چٹم آریہ کے مرزا جی کے یقینی بیانات کی بنیاد کیا تھی؟ اور بشری والے الہام کی پوزیشن کیا رہی؟ لگے ہاتھوں دیدوں کے خلاف ایک اور ہوالہ بھی پیش ہو جاوے تو کیا مضائقہ

چشمہ معرفت صفحہ ۱۰۵ اور ۱۰۶ ”دید کے حامیوں

کو مناسب تھا کہ وہ اس بحث میں اپنے تئیں نہ

ڈالتے اور چسپہ ہی رہتے اور خواہ مخواہ اپنے موجودہ

دید کی پرمودہ دہری نہ کراتے“

اسی صفحہ میں چند سطور کے بعد دیدوں کی بابت مرزا جی رقم نگار ہیں کہ دیدوں کی تعلیم جو نہایت گندی اور قابل شرم ہے جس کو انسانی سوسائٹی میں پیش کرنا ایک ناقابل برداشت امر ہے ملاحظہ ہو۔

چشمہ معرفت ص ۱۰۶ ”نیز یہ تعلیم جو نہایت گندی اور

قابل شرم تعلیم ہے یعنی یہ کہ پریشتر ناف سے دس

انگلی نیچے ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں“

بجلا جس وید کی تعلیم ہو اس کو مرزا جی الہامی کتاب بھی تسلیم کرتے ہیں اور صداقت کی حامل بھی سمجھتے ہیں۔ نیز یہ خیال بھی ساتھ ہی رہے کہ چشمہ معرفت بھی ش ۹۵ کی تالیف ہے اور اس کی جانب مخالف پیغام حق بھی ش ۹۵ ہی کا بیان ہے۔ اب دونوں کو صحیح مان لینا مرزائی ایمان کا تو جزو ہے۔ لیکن ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

۴۔ عالم قدیم ہے

ہندوانہ عقائد کے مطابق مرزا جی کا بھی عقیدہ یہی ہے کہ عالم قدیم (نادی) ہے اور اس کو قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں۔ چشمہ معرفت ص ۱۶ ”پس خدا تعالیٰ کی صفات قدیمہ کے لحاظ سے مخلوق کا وجود نوعی طور پر قدیم ماننا پڑتا ہے نہ شخصی طور پر یعنی مخلوق کے نوع قدیم سے چلی آتی ہے۔ ایک نوع کے بعد دوسری نوع خدا پیدا کرتا چلا آیا ہے۔ سواسی طرح ہم ایمان رکھتے ہیں اور یہی قرآن شریف نے ہمیں سکھایا ہے۔“

خدا تعالیٰ کی قدیم صفات پر نظر کر کے مخلوق کے لئے قدامت نوعی ضروری ہے مگر قدامت شخصی ضروری نہیں

یہی مضمون ص ۲۰ ص ۲۱ میں بھی ذکر ہوا ہے۔

نوٹ:- یہاں بھی مرزا جی کی دورنگی ملاحظہ ہو کہ مخلوق کا

احدیہ ۱۳۲۷ میں مرزا جی کہتے ہیں کہ ”ہم عالم کی قدامت نوعی کے

قابل نہیں“

۵۔ ورنوں کی تقسیم اور نسلی امتیاز

ہندوانہ خیالات کے مطابق اور اسلامی تعلیم کے خلاف

مرزا جی کہتے ہیں کہ اسلام میں بھی نسلی اور قومی امتیاز ہے حالانکہ

اسلام کے ذمہ یہ بہتان عظیم ہے اس کا ثبوت عنقریب تریاق القلوب

ص ۷۷ سے پیش کیا جاوے گا۔ اور اس کو بالتفصیل نقل کیا جاوے گا۔

سردست اس کا ایک ٹکڑا مختصر اور ضروری نقل کیا جاتا ہے۔

تریاق القلوب ص ۷۷ ”یا ان قوموں میں سے ہو

جو اسلام میں دوسری قوموں کی خادم اور بیچ قویں

سمجھی جاتی ہیں جیسے حجام۔ موچی۔ تیلی۔ ڈوم۔ میزسی“

اس امت میں بھی ایک ہے جس کی نسبت اس سے
بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

ملاحظہ ہو تریب عیسائیت کا ڈھنگ اور توحید کی اشاعت
کا اٹکا طریقہ یعنی جس راستے سے عیسائیوں کو ٹھوکر لگی ہے اور جو
الفاظ استعارہ کے رنگ میں ان کے لئے موجب ضلالت ہو رہے
ہیں اس طریقہ سے زیادہ برا طریقہ اور ان الفاظ سے زیادہ موجب
گمراہی الفاظ کو استعمال کیا جاوے۔ بدعت کا رنگ شرک سے اور
گمراہی کا علاج کفر سے کیا جاوے خیر یہ تو مرزائی تبلیغ کا نیا ڈھنگ
ہو۔ ۱۔ میرا تو یہ مطلب ہے کہ بالکل عیسائیوں کی طرح مرزا بھی خدا
کے لئے بیٹا تسلیم کرتا ہے۔ اگر مرزائی کہیں کہ نہیں صاحب یہ تو ایک
استعارہ ہے کہیں حقیقی بیٹا تصور ہی ہے۔ جیسے مرزا بھی لکھتا ہے
تو ہم عرض کریں گے کہ آخر عیسائیت نے کیا جرم کیا وہ بھی تو
”ابنیت مسیح“ کو استعارہ کے رنگ میں ہی مانتے ہیں وہ کہاں حقیقی
ابنیت مانتے ہیں۔ اور ثبوت ابنیت ملاحظہ ہو۔

اربعین ص ۲۳ ”انت منی بمنزلہ اولادی“ یہ بھی مرزا کو
خدا کا الہام ہوا ہے اسپر مرزاجی کا حاشیہ ہے۔

”اور اس کے لئے بمنزلہ اولاد کے ہو گیا اور خدا نیرا

متولی اور پروردہ ہے اس لئے خاص طور پر پیری

مشابہت درمیان ہے“

اس جگہ بھی مرزا خود کو خدا کا بیٹا ٹھہراتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو باپ

اور اپنے اور خدا کے درمیان باپ بیٹے والا تعلق ثابت کرتا ہے اگر کو

کہ صاحب یہ تو استعارہ کے رنگ میں ہے تو پہلے بھی عرض کی چچی

ہے کہ عیسائی بھی تو استعارہ کے ہی قائل ہیں۔ آخر مرزائیت (عیسائیت)

جدیدہ) اور عیسائیت قدیمہ میں کیا فرق رہا۔ ابنیت کا اور ثبوت

ملاحظہ ہو۔ البشری ص ۲۹ میں مرزا کو الہام ہوتا ہے ”اسمع یا اولدی“

جس کا معنی لکھا ہوا ہے کہ اے میرے بیٹے سن۔ اس الہام میں اللہ

تعالیٰ مرزا کو اپنا بیٹا کر کے پکارتا ہے۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی

سرمچم آریہ ص ۱۶۷ میں بھی اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا ثابت

کرتا ہے۔ تعالیٰ اللہ عدا یقول المشرك۔

(۳) صلیب سے پیار کرنا اور کفارہ عیسائیت جھوٹا

ہندوؤں کے عموماً یہی مسائل ہیں جن کو وہ اپنے بنیادی
اصول مسائل سمجھتے ہیں اور جن پر عموماً مناظرے ہوا کرتے ہیں (۱)
تناسخ (۲) وید الہامی کتاب ہے (۳) جہاں انادی (قدیم)
ہے (۴) گاؤکشی ترک کر دینا چاہیے (۵) خاندانی اور نسلی تقسیم
یعنی اوچ نیچ کا امتیاز۔ ان مسائل کو جب مرزاجی نے خود تسلیم
کر لیا تو پھر اسلام کی خدمت کا حق ادا ہو گیا۔ اور اسلام اور ہندو
کا آپس میں پورا پورا ملاپ ہو گیا اور دنیا میں صرف ایک ہی
مذہب رہ گیا۔ الفاظ دیگر مرزاجی ہندوانہ عقائد رکھتے ہیں۔
مرزا عیسائی عقائد کا معتقد ہے

پہلے تو یہ ثابت کیا گیا کہ مرزاجی نے اسلام اور ہندو لازم کو
خلط کرنے کی محسوس کوشش کی ہے۔ اب اس کا ثبوت سنئے کہ
مرزاجی نے عیسائیت کا بپ تسمیہ کر عیسائیت کو بھی اپنا لئے
کی کوشش کی ہے۔

(۱) تثلیث۔ مرزاجی عیسائیوں کی تثلیث کے معتقد بھی
ہیں۔

توضیح مرام ص ۲۸ ”اور یہی پاک تثلیث ہے جو اس
درجہ محبت کے لئے ضروری ہے“

مرزاجی تثلیث کو مان ہی نہیں لیا بلکہ اس کو مقدس تثلیث
کا خطاب دے کر نہایت ضروری قرار دیتے ہیں۔ عیسائی بھی
یہی چاہتے ہیں کہ تثلیث مقدس کو مانا جائے۔

(۲) ابن اللہ کا اعتراف۔ عیسائی عقیدہ کے موافق
مرزاجی بھی خدا کے لئے بیٹا ہونا تسلیم کرتے ہیں۔

حقیقۃ الوحی ص ۸۹ ”انت منی بمنزلہ ولدی“ یہ مرزاجی
کو الہام ہوا ہے اس پر خود مرزاجی کا یہ حاشیہ ہے

”خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے اور یہ کلمہ بطور استعارہ
کے ہے چونکہ ایسے ایسے الفاظ سے نادان عیسائیوں
نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھہرا رکھا ہے اس لئے مصالحت
الہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ اس عاجز کے
لئے استعمال کرے تاکہ عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور
وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے مسیح کو خدا بناتے ہیں

تسلیم کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے اور کہ مرزا صلیبی موت کا اقرار ہی ہے۔ اگرچہ عموماً مرزا لٹریچر میں یہ بات مشہور نہیں مگر مرزا جی کی تصنیفات میں کوئی چیز ہے جس کی ان کی طرف سے خود ہی خلاف ورزی نہ کی گئی ہو۔ کیا ایک مدت دراز تک مرزا قادیانی باوجود ملہم و مامور ہونے کے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل نہیں رہا۔ اور اس کو قرآن مجید کی آیات سے کیا ثابت نہیں کیا (برہان احمدیہ ص ۴۵) و ۴۶) اسی طرح وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت کا بھی اقرار ہی رہا ہے۔

یہی وہ عموماً بنیادی اصول ہیں جن پر اسلام اور عیسائیت میں اختلاف ہے اور جن پر عام مناظرے ہوا کرتے ہیں (۱) تثلیث مقدس کا عقیدہ (۲) ابن اللہ کا اعتقاد (۳) کفارہ مسیح اور صلیب سے پیار (۴) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر فوت ہونا یا مصلوب ہونا۔ ان مسائل کو جب مرزا جی نے تسلیم کر لیا تو پھر اسلام اور عیسائیت میں خلط کرنے میں کیا شک رہا بالفاظ دیگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ مرزا جی نے بپتسمہ لیا اور عیسائی ہو گئے۔ (باقی آئندہ)

تبلیغی کتابیں

خلفائے اربعہ مؤلفہ خواجہ عبدالجی صاحب پروفیسر جامعہ ملیہ دہلی۔ اس کتاب میں چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سبق آموز سیرت و دلکش انداز میں بیان کی گئی ہے۔ بہت سے اسلامیاتی سکولوں کی ہائی کلاسوں کے نصاب دینیات میں داخل ہے لکھائی چھپائی کا غرضب اعلیٰ ہے۔ قیمت ۴۔ غلاوہ محصول ڈاک۔

چودھویں صدی کے مدعیان نبوت اساتذہ چہرہ صفحت کی کتاب فیملہ کذاب سے لے کر مرزا قادیانی بلکہ عنایت اللہ شرقی تک دجال اور مفسد گذرے ہیں۔ ان میں سے اکثر کے حالات اور دعادی اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ حسن بن صباح اور درویشوں کے حالات بھی بالتفصیل درج ہیں۔ قیمت ۴۔ (ایک روپے آٹھ آنہ) محصول غلاوہ۔

ملنے کا پتہ:-

پیرزادہ ابوالضیاء محمد بہاء الحق قاسمی۔ محلہ مہارال کٹرہ رام گڑیاں امرتسر

عیسائی صلیبی عقیدہ کے قائل ہو کر اس کو پیار کرتے ہیں اور انکے ہاں حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب پر چڑھنے سے امت کے لئے فائدہ ہوا۔ یعنی ان لکھنا ہوں کافارہ ہو گیا۔ اسی طرح مرزا بھی صلیب سے پیار کرتا ہے۔

تریاق القلوب صیفہ ۳ ص ۲۰۰ حضرت مسیح علیہ السلام وہ انسان تھے جو مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب پر چڑھے۔۔۔۔ ایسا ہی میں بھی مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب سے پیار کرتا ہوں۔

ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں تو کوئی بھی حضرت مسیح کے مصلوب ہونے کا قائل نہیں ہے تو صرف عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح نے صلیب سے اس لئے پیار کیا تھا کہ اپنے خود مصلوب ہو کر دنیا کے گناہ اٹھائے اور دنیا کے لئے اس نے کفارہ دیا۔ یہی عقیدہ مرزا کا بھی ثابت ہوا۔

(۴) حضرت مسیح کا صلیب پر مرنا۔ ایک مسئلہ تو مرزا جی کا مشہور ہی ہے کہ وہ عیسائیوں کی طرح عیاذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ مصلوب ہوئے لیکن صلیب پر مرے نہیں مگر ذیل میں آپ کو ثابت کر دکھاؤں گا کہ مرزا جی اس کے بھی قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر ہی فوت ہو گئے۔ ملاحظہ ہو۔

ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب۔ ص ۱۰۰ مسیح یہی ہے کہ مسیح بغیر اپنی مرضی کے ناگہانی طور پر پکڑ گیا اور اس نے مرتے وقت بھی رو رو کر یہی دعا کی کہ ایل ایلے لما سبتقانی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اس سے بوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ مسیح زندہ رہنا اور کچھ اور دنیا میں قیام کرنا چاہتا تھا۔ اور اس کی روح نہایت بے قراری سے تڑپ رہی تھی کہ کسی طرح اس کی جان بچ جائے لیکن بلا مرضی اس کے یہ سفر اس کو پیش آگیا تھا۔

خط کشیدہ الفاظ صاف بتلاتے ہیں کہ مرزا قادیانی یہ صحیح

خالکساریات

مساجد اسلام اور مسلمانان عالم دشمن اسلام مشرقی نظریں

(از جناب مولانا محمد عالم صاحب اسی امت سے)

عبارت تذکرہ ص ۱۵۶ | ”آج عالم اسلام کے ہر محلہ کی مسجدیں صبح صبح میں مساجد ضرور ہیں۔ اسلام کے اندر تفرقہ ڈال رہی ہیں امت کی اجتماعی قوت کو منتشر کر رہی ہیں۔ ہر پیش امام اپنی دکان بجائے بیٹھا ہے۔ اپنے حلقہ اثر کے مٹھی بھر افراد کو جہور سے الگ رکھنے کی سعی میں منہمک ہے۔ اپنی ڈیڑھ ایلنٹ کی مسجد کو سر پرست ہے۔ اپنے باسی ٹکڑوں کی حفاظت کی غرض سے کسی بڑے سے بڑے پیش امام کا مقتدی بننا گوارا نہیں کرتا۔ رہنمایان ملت اور پیش اماموں میں عصیان امیر اور فقدان اطاعت کا وہ ظلم عظیم ہے جس کا زہر مقتدیوں کی رگ رگ میں اثر کر چکا ہے ہر محلہ میں امرا و غزبا کی الگ مسجدیں ہیں۔ اماموں اور پیروں پر مسجدیں ہیں۔ حدیث و قرآن پر مسجدیں ہیں آئین اور غیر آئین پر مسجدیں ہیں۔ الغرض ہر طرف ضرار ہے تفریق بین المسلمین ہے۔ کفر ہے۔ خدا سے محار بہ ہے۔ رسول سے لڑائی ہے۔ دشمن خدا کی حمایت ہے۔ جس امت کے دشمن خدا و رسول ہو چکے ہوں اس کی موت کا بیسیام جلد سے جلد آنے تو کیونکر ہو۔

مسجدوں کو جلانے کا فتویٰ | میرے نزدیک اگر ان مساجد ضرار کا کوئی علاج ہے اگر بارہائے استیں کے جہلک سم آلود اثر کا کوئی صحیح تریاق ہے اگر امت کی پراگندگی کو اتحاد میں بدلنے کی کوئی سبیل باقی رہ گئی ہے اگر خدا کے زمین برائے ملائک زمین پر اترنے سے روکنے کا کوئی ذریعہ با رہ گیا ہے تو وہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں تجویز کیا تھا کہ ایسی سب مساجد کو بالاتفاق آتشیں صطباغ دیکر دینی آگ لگا کر امت کو شیطانی آلائش نفاق سے پھر پاک و صاف کر دیا جائے اور خود نفاق سے پاک ہو کر محبیت الہی کا انعام حاصل کیا جائے۔ اگر نہیں تو اس کے منافقین کو ناز جنم کا اصطباغ آگے چل کر ملنا ہی ہے۔“

تروید | مشرقی کا یہ جہلکا نہ فتوے واقعہ بنیاد مسجدا کی آدمیوں کی گتیا جس پر حضور علیہ السلام نے حکماً جلو ا دیا تھا اور اس کے تمام منافق بانی بالآخر

موکے گھاٹ اتار دیئے گئے تھے۔ اسلئے ذیل میں اس کی ترویج کیا جاتی ہے۔ ایک فقرہ کی توضیح | (۱) آخری فقرہ میں مشرقی نے صفا کہہ دیا ہے کہ دنیا امت کو ہلاک کر دیا جائے اور اگر انکو ہلاک نہ کیا جائیگا کہ تو آخرت میں تو ان کے لئے عذاب النار تیار ہی ہے۔ قرآن مجید میں منافقین سے جہاد کر نیکیا صاف ہے۔ صریح حکم ہے کہ یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم (مکرم) تطہیر اسلام کا بہترین علاج | (۲) تطہیر اسلام کا علاج یہ نہیں کہ مسلمانوں کو ہلاک کیا جائے اور انکی مساجد کو نذر آتش کیا جائے بلکہ آسان علاج یہ جو افغان اور حکومت نجد نے اپنا اصول بنالیا ہوا ہے کہ کوئی مدعی نبوت یا کوئی مدعی امامت اور بانی مذہب جدید الہی قلم کے اندر پاؤں رکھنے کا بھی مجاز نہیں۔ اسی اصول اور اسی حفظ امن کی بنا پر قادیانی مبلغ افغانستان میں سنگسار کیا۔ ایک قادیانی طالب علم کو جامع اربہ مصر سے نکال دیا گیا۔ ایک مدعی امامت کے حکومت ترکی نے دار پر کھینچ دیا اور حکومت نجد نے مرزا یوں کے پیر نہ جسے دینے میں لاوارث ہے اس میں مذہبی تنظیم نہیں ورنہ کیا گنجائش تھی کہ نت نئے مذہب اتحاد کی اڑبیکہ تفریق کا باعث بنتے۔

وحدت مذہب اتحاد کا مترادف | (۳) اسلامی اتحاد کی بنیاد مذہب اتحاد طریق عمل پر قائم ہے جس ملک میں ایک مذہب ہے، وہاں افتراق کا نام نہیں اور جس ملک میں مذہبی تنظیم نہیں اور ہر ایک خود ہے اور ابلہ مغرور کو اسلامی مسائل پر نکتہ چینی کر نیکا موقعہ حاصل ہے وہاں تشتت و افتراق ہے۔ فرقہ بندی ہے۔ نفاق ہے۔ باہمی ہمدردی کا نام نہیں۔ قومی غیرت نہیں۔ ہر فرقہ اور ہر جماعت دوسرے کی ہمت دیکھنا چاہتی ہے۔ اور ہر جموں دیکرے نیست کا بھوتنا اس کے سر پر ہے۔ مشرقی کی ایک غلط فہمی | (۴) مشرقی نے مسلمانوں کی موجودہ حالت کا تاریک پہلو لے کر ان کو بر باد کرنے کی ٹھان لی ہے ورنہ اگر روشن پہلو لیا جائے تو مسلمانوں کا عموماً اختلاف رائے ایسا سخت ترین امر نہیں کہ ہر

خدا و رسول سے لڑائی کرنے کا ہم سنے سمجھا جائے اور اگر ایک دوا میں اختلاف رائے ہے تو سوا باتوں میں باہمی اتحاد بھی ہے اس لئے جو شخص اس معمولی اختلاف کو کھینچ تان کر اس اختلاف تک پہنچا دیتا ہے جو عہد رسالت میں اہل اسلام اور منافقین کے درمیان تھا تو وہ سخت غلطی کرتا ہے اور اسے یہ معلوم نہیں کہ عدم تنظیم مذہبی کی حالت میں ایسا جزوی اختلاف ضروری طور پر موجود ہو جایا کرتا ہے اور یہ مذہبی اختلاف قومی، ملکی، سیاسی اور معاشرتی اختلاف کی طرح غیر محل اور غیر جہلک ہے۔

مساجد ضرار قرار دینے (۵) مشرقی کی نظر میں مسلمانوں کی میں مشرقی کا استدلال مسیحی مساجد ضرار اس لئے ہیں کہ ان میں تفریق بین المسلمین کی تعلیم دی جاتی ہے اور نماز گزرا مسلمان اور ان کے بحیال بے نماز اہل اسلام اس لئے منافق ہیں کہ وہ فرقہ ہو چکے ہیں۔ مگر ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ یہ تفریق وہ تفریق نہیں جو منافقین نے عہد نبوت میں پیدا کرنی چاہی تھی۔ کیونکہ اہل سنت کی موجودہ مسارعت الی الخیر پر مبنی ہے اور وہ مسارعت الی الشر پر مبنی تھی اس میں اطاعت خدا و رسول کا دعوہ ہے اور اس میں استیصال اسلام مقصود تھا۔ اس میں باوجود اختلاف رائے کے دشمنان اسلام سے ترک موالات ہے اس میں معاملات اور تعاون با کفار تھا یہ تین صفات منافقت احزاب اہل سنت میں موجود نہیں مگر ماں البتہ اس وقت مسئلہ امت سر اور خود مشرقی ان الائنوں سے ملوث ضرور ہے کیونکہ یہ دونوں جدید فرقے احکام نبویہ کو موت الشیوع جان کر احکام پر ہی یقین نہیں کرتے اور آج جو مسلمان ارشادات نبویہ پر قائم ہیں انکو مشترک قرار دے کر منافقین سے بدتر سمجھتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اب یہ دونوں اپنے آپ کو معلم الکتاب والحدیث اور نائب الرسول بلکہ ضنائف مامورین اللہ جانتے ہیں اور احکام شرعیہ کو یک تلم منسوخ کر کے اپنے استنباطی احکام پیش کرتے ہیں پھر اس پر طرہ یہ کہ اپنی تحقیق کو ثابت واجب التعمیل بتلاتے ہیں اور تعلیمات نبویہ کو عہد رسالت تک ہی محدود کرتے ہیں اس لئے ضغائن کا دعوہ یہ ہے کہ علوم جدیدہ پر اطلاع پا کر ہم اپنے رسول سے بھی فہم قرآن میں فوقیت رکھتے ہیں اس کے علاوہ تمدن مغربی کی ترویج میں ایسے منہک ہیں کہ قرآن مجید کی آیت

میں ان کو تمام اصول و قوانین تمدن اہل مغرب کی جھلک دکھائی دیتی ہے جس طرح کہ قادیانی مذہب میں ہر ایک آیت قرآنیہ صداقت سیح قادیانی پر دلالت کر رہی ہے بعینہ اسی طرح قرآن مجید کے ہر لفظ میں تعلق بافغانی النصاری کے مظاہرے نظر آتے ہیں۔ بہر حال یہ دونوں چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو احکام شرعیہ سے متنفر کر کے اسلام ہی کی آڑ میں بلکہ اتباع قرآنی کے پردہ میں تشدد و تفریح کے اصول کا پابند کر دیں۔ اس نقطہ نظر سے ہم ضرور کہیں گے کہ یہ تین صفات منافقت ان میں صاف طور پر موجود ہیں یعنی مسارعت الی الشر استیصال المسلمین اور موالات بالنصاراء پر ان کے تکفیری اعلان کی بنیاد ہے۔ اور اہل اسلام کا فرض ہے کہ اول تو ان "مار آستینوں سے محترز رہیں اور ہوشیار رہیں کہ کہیں دھوکا دے کر کسی کو گمراہ نہ کریں اور موقع پا کر اس امر کا اظہار کر دیں کہ ان کے اڈے مساجد ضرار کی طرح مٹا دیے جائیں۔ چونکہ ان دونوں کے نزدیک مسجد رہبانیت اور انسان پرستی کا مقام ہے اس لئے ان کی کوئی ایسی مسجد نہیں اگر ہے بھی تو اہل اسلام کے خلاف وہی لیکچر لگا رہیں اور مشاورت کے مقام ہیں جن میں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ قرآن خود کہہ رہا ہے کہ صحیفہ فطرت کا مطالعہ ہی اسلام ہے باقی احکام و شرائع اس کے حاصل کر نیے وسائل ہیں۔ اسلام چھوڑ کر فطرت پر قائم ہو جاؤ۔

مشرقی امامت کی اصلیت (۶) اس تحریر میں رہنمایان ملت کا فقرہ لکھ کر مشرقی نے یہ بتایا ہے کہ جو بھی اسلامی لیڈر یا کسی اسلامی انجمن کے رکن اعظم ہیں وہ سب اسی لپیٹ میں آجاتے ہیں کہ تفریق بین المسلمین کے مرتکب ہیں۔ جمیعۃ العلماء خلافت کیٹی، امرا اسلام انصار الاسلام مشرقی کی نگاہ میں تفریق بین المسلمین کے مرتکب ہیں مسجد ضرار کی طرح ان کی خاک اڑا دینا ضروری ہے۔ مگر خدائے قدوس نے مشرقی کے اس تکفیری مہنامہ کا نفاذ خود اپنا اور اس کے خاک بسر خاکر دلوں پر انکے ہاتھوں کر دیا ہے جن کی تعریف و توصیف میں مشرقی رطب اللسان تھا۔ جسکو عامل بالقرآن منتقی، اہل علم اہل ایمان اور مقرب بارگاہ الہی اور ہدایت یافتہ لکھ چکا تھا جسکو خدا کے محبوب ائمہ علیہ السلام بتا چکا تھا جسکو جبط الوار الہی قرار دیکر خلیفۃ اللہ فی الارض کا مصداق ثابت کر چکا تھا۔ اور جسکو قانت انا الہی راجع و ساجد اور شب بیدار عابد و زاہد بتا چکا تھا۔ انہی کے ہاتھوں آج مشرقی

صُولَةُ الْغُرَاةِ عَلَى الرَّوَافِضِ الْغُلَاةِ

أَعْنَى

کیفیت مناظرہ دہل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين - والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على رسول سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين
محترم حضرات! آج کل دنیا میں جو بے چینیاں اور پریشانیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور روز روز نئے نئے ارضی و سماوی آفات کا نزول ہو رہا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ ایسے نازک و پر آشوب دور میں مسلمان کہلانے والی جماعتیں باہمی آویزش اور خانہ جنگی سے مجتنب رہیں اور قوم کے دماغوں کو ایسے مباحث میں الجھنے سے باز رکھنے کی کوشش کریں جن میں پرکاران میں تشدد و انتشار پیدا ہو اور جن کی وجہ سے دنیا کی موجودہ فصنا کے موافق ترقیات کے لئے ان کی ذہنی تربیت نہ ہو سکے۔ انہیں دغنا و کی آگ کو ہوا دینا اور باہمی مخالفت و بے اتفاقی کے بازار کو گرم کرنا کبھی بھی مستحسن فعل نہ تھا۔ خانہ جنگی اور باہمی آویزش کبھی بھی قابل واد نہ تھی۔ لیکن آج تو اس سے بڑھ کر شاید ہی کوئی گناہ ہو۔ اور موجودہ سیاسی بحران کے موقع پر مسلمانوں کی مریض قوم کے لئے تو بہت زیادہ خطرناک اور انتہائی ہلاکت انگیز ہے۔ آج جنگ جمل و صفین کا زمانہ نہیں بلکہ بدر و خنین کا زمانہ ہے آج پرانے زخموں کے چھیلنے اور ان پر ننگ پاشی کا وقت نہیں بلکہ لطف و مدارات کے مہم کے ساتھ ان کے اندمال کی سعی کرنے کا وقت ہے۔

کیا ضرورت ہے کہ آج ہم ساڑھے تیرہ سو سال پہلے کے واقعات کے دفاتر کو حل کر یہ فیصلہ کرنے بیٹھ جائیں۔ کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ نے حضرت علیؓ کے حق خلافت کو غصب کیا یا نہیں۔ ذرک کے حق دار کون تھے۔ اور ان کا حق چھینا گیا یا نہیں۔ کیونکہ اب روئے زمین پر نہ خلافت رہی اور نہ خلیفہ۔ نہ کوئی صدیقی و فاروقی سریر آئے خلافت ہے اور نہ کوئی عثمانی و ہاشمی، نہ بارغ ذرک کا کچھ پتہ ہے اور نہ کچھ کے اُن دخترل کا کہیں وجود۔ روز ازل سے لوح تقدیر پر جن کے نام جس ترتیب کے ساتھ خلافت کے لئے لکھے جا چکے تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے جس طور سے وعدہ فرمایا تھا۔ آسمانی ہائی کورٹ کے اسی فیصلہ کے موافق وہ خلیفہ ہوئے۔ انہیں ممکن فی الارض حاصل ہوا۔ اور وہ اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کر کے، اسلام کی تبلیغ و اشاعت، امر بالمعروف نہی عن المنکر، ممالک عالم کی تسخیر کر کے اسلام کا جھنڈا گاڑ کر رخصت ہوتے گئے۔ انہیں جو کچھ کرنا تھا کر گزرے۔ اب سینکڑوں برس کے بعد کسی کی چیخ و پکار شور و فغاں سے اُن کا کیا ہوا کام بدل نہیں سکتا۔ انہوں نے جو کچھ کیا۔ اچھا کیا یا بد فرض محال برا کیا اپنے لئے کیا۔ ان کے اعمال و افعال کی ذمہ داری ہم پر نہیں۔ ہم سے اپنے اعمال کی پرستش ہوگی اور ہمیں اپنے کارگزاریوں کی جوابدہی کرنی ہے تہلک امة قد غلّت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تستحلون عدا کانا ولا یعملون۔

اہل سنت کی رواداری | یہی احساس ہے جس کی بنیاد پر علماء اہل سنت ہمیشہ دوسرے فرقوں کے مقابلہ میں رواداری سے کام

لیتے رہے۔ اور حتی الوسع کوشش کرتے ہیں کہ تبلیغ حق کے ساتھ ساتھ کبھی کسی ناخوشگوار واقعہ کی نوبت نہ آئے۔ اور ان فرق باطلہ کی طرف سے جب کبھی فتنہ کھڑا کیا جاتا ہے تو اہل سنت چاہتے ہیں کہ حق تو واضح کیا جائے لیکن ایسی فضا پیدا نہ ہونے پائے جس سے مسلمانوں میں مزید انتشار و افتراق رونما ہو۔ اور خانہ جنگی بڑھے۔ اور اس سلسلہ میں وہ ہمیشہ انتہائی لطف و مہربانی کو برتتے ہیں۔ اور فرقہ فتنے کی ہر قسم کی بے جا زیادتیوں اور اشتعال انگیز رویہ پر اغماض کرتے ہیں۔

فرق باطلہ کی جرأت

چاہئے تھا کہ علماء اہل سنت کے اس شریفانہ برتاؤ اور روادارانہ رویہ کو دیکھ کر دوسرے فرقے بھی شرافت سے کام لیتے۔ اور مذکورہ بالا مضرتوں کا احساس کر کے اپنی شرانگیزیوں میں کمی کرتے۔ لیکن بجائے اس کے ان کی جرأت اور بڑھ گئی۔ اور ہماری خاموشی اور مصالحانہ برتاؤ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنی اپنے باطل اور غلط اعتقادات کا بے پناہ پروپیگنڈا شروع کیا۔ اور دن و رات مسلمانوں کے دین و ایمان پر ڈاکے ڈالنے لگے۔ اور ان دزدوں نے ایسی دلاوری دکھائی کہ ہاتھ میں چراغ لے کر چوری کرنے پر سچی نہیں شرماتے۔ نادانوں کو اپنے مکر و فریب کے دام میں پھنساتے اور عوام کو بری طرح شکا کر کیا کرتے ہیں۔

شیعہ سیدوں کا ضلال و اضلال

خاص کر شیعہ سید جو اندہ لیس من اھلک اندہ عمل غیر صالحہ کی بناء پر اکل رسول اور سید کہلانے کے مستحق نہیں۔ دنیوی مفاد کی خاطر اور سیم وزر کے نظام بن کر رفض و تشیع اختیار کرتے ہیں۔ شیعیت درحقیقت کیا ہے؟ عیاش اور آزاد منش لوگوں کی عیاشیوں اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے قیود و حدود کی بندشوں سے آزاد رہنے والے اپنی من مانی کارروائیوں کے لئے شیعیت کا جامہ اڑھتے لیتے ہیں۔ اور اس طرح خود بھی صراط مستقیم سے ہٹ کر جادۂ ضلالت کی راہنمائی کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور پھر دوسروں کو بھی گمراہ کرنے اور اسلام سے برگشتہ کرنے کی سعی کرنے لگتے ہیں۔ اور یہی شیعہ سید اکثر دیہات میں جا کر جاہل و نادان عوام کو پھنسانے کے لئے محبت اہل بیت کا دام پھیلاتے ہیں۔ کہ بلا کے واقعات و مباحثہ آمیزی سے بیان کر کے اپنی مظلومیت ثابت کر کے رفض و تشیع کے لئے میدان صاف کرنا چاہتے ہیں۔ قصہ قرطاس، واقعہ ذک اور عقد کلثوم کو نہایت غلط، خلاف واقعہ رنگ میں پیش کر کے حضرات اہلبیت کی بے بسی، مظلومی، بے چارگی اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور دوسرے صحابہ کرام کا ظلم و عدوان، جبر و تشدد و ناواقف گنواروں کے ذہن نشین کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح رفتہ رفتہ شیعیت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور چند روز بعد بہت سے ناواقف مٹنی ان مکائد کا شکار ہو کر شیعہ مذہب اختیار کر لیتے ہیں۔ اور صحابہ کرام کے مہی نام لیواؤں کے دشمن جان بن جاتے ہیں۔ غرض آج کل ہندوستان کے ہر حصہ میں ان ”سیدوں“ اور جھوٹے پیروں کے طفیل اور ان کی سعی و کوشش سے ہر سال ہزاروں لوگ صراط مستقیم سے بھٹک جاتے ہیں۔ اور مٹنی علماء اسی رواداری کی بناء پر اس طرف کچھ توجہ ہی نہیں فرماتے۔ اور اسی بے توجہی سے ان کے حوصلے اور بھی بڑھتے ہیں۔ اور دیہاتی لوگوں میں اپنا مکروہ پروپیگنڈا اور بھی شدت سے جاری رکھتے ہیں۔

علاقہ ڈھل کے شیعہ

اکثر اضلاع پنجاب میں یہی کارروائی جاری ہے۔ اسی سلسلہ میں موضع ڈھل تحصیل بہاول ضلع سرگودھا میں بھی گرد و نواح کے شیعہ ”سیدوں“ کی شرارتوں سے شیعیت کی تخم ریزی ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ اس شہر و ضلع کی جڑیں مضبوط ہو کر شاخیں پھیل گئیں۔ بعض مقامی مٹنی حضرات کو جب اس خبر کی مضرتوں کا احساس ہوا تو انہوں نے علماء اہل سنت کے مواظفہ کے ذریعہ اس فتنہ کے استیصال کی کوشش شروع کی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی برادری کے ان شیعوں کو اکھٹا کر کے غرض سے ایک جگہ کا انتظام کیا۔ اور انہیں دعوت دی کہ وہ اگر ٹھنڈے دل سے اہل حق کی باتیں سن کر غور کریں اور

اپنے شبہات کے متعلق جو تسلی کرنا چاہتے ہوں تسلی حاصل کریں۔ جلسہ بڑی کامیابی سے ہوا۔ مولوی چراغ الدین صاحب ریٹیروی نے سمجھانے کی پوری کوشش کی۔ شیعوں کے تمام شبہات اور باور ہوا اعتراضات کا ایک ایک کر کے جواب دیا۔ اور تمام لوگوں از سر نو مذہب اہل السنۃ والجماعۃ میں داخل ہونے اور شیعیت سے تائب ہونے کی دعوت دی۔ مولوی صاحب نے اختلافات کی اس آگ کو بجھانے کی سعی کی جو شیعہ سادات کی وجہ سے روشن ہو چکی تھی۔ لیکن اسی نائرہ شقائق کے انطفاء کی بجائے سر پر آؤں شیعوں نے اس کو اور بھی بھڑکانے کی کوشش کی۔ اور مناظرہ کا چیلنج دیا۔ اگرچہ نزاکت وقت کے احساس کا فیصلہ تو یہ تھا کہ ان کی شراٹیکز تحریک کو کسی طرح ٹال دیا جائے۔ لیکن اس موقع پر چیلنج کو نہ قبول کر کے خاموشی اختیار کرنا۔ اور مناظرہ پہلو تہی کرنا اہل حق کی شکست کا ہم معنی تھا۔ اور کہ اس سے مزید سیدوں کے گمراہ ہونے کا خطرہ لاحق تھا۔ اس لئے اس چیلنج کو منظور کیا گیا۔ اور شرائط مناظرہ اور موضوع مناظرہ کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ اصل شرائط نامہ کی نقل درج ذیل ہے۔

مناظرہ مابین اہل شیعہ و اہل السنۃ والجماعۃ ساکنین ڈھل

موضوع مناظرہ (۱) سوال از اہل السنۃ والجماعۃ اہل تشیع موجودہ قرآن مجید پر اپنا ایمان ثابت کریں گے۔ اپنی کتب صحاح سے کہ کامل مکمل بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارا قرآن ہے۔ بقول امامین شریفین اثنا عشریہ۔ اور اہل سنۃ والجماعۃ کی طرف سے اس مسئلہ کی تردید ہوگی۔ مگر اہل سنۃ والجماعۃ بھی اپنا ایمان اسی قرآن مجید پر اپنی کتابوں سے ثابت کریں گے۔ (۲) سوال از طرف اہل تشیع موضوع ڈھل۔ ایمان ثابت کرنا اصحاب ثلاثہ کا اس موجودہ قرآن کریم سے اور اپنی کتب صحاح سے

لے شرائط نامہ کی عبارت لکھنے والے اور مرتب کرنے والے ان پڑھ دیہاتی تھے اس لئے عبارتی خامیاں کافی موجود ہیں مگر ہم نے مناسب یہ سمجھا کہ بعینہ اسی شرائط نامہ کی نقل شائع کی جائے۔

شیعہ مناظرہ بجائے اس پر ایمان ثابت کرنے کے اسی قرآن کی آیت پیش کرنے لگے۔ جو بعینہ ”مصادرة علی المطلوب“ ہے۔ جیسا کہ آگے آئے گا۔ شیعوں کی صحاح اربعہ یعنی اصول کافی۔ تہذیب الاحکام۔ من لای یضرہ الفقیہ۔ اور استبصار۔ ان چار کتب سے شیعہ مناظرہ کو اپنا دعویٰ ثابت کرنا تھا۔ مگر اس نے ساری تقریروں میں کبھی بھولے سے بھی ان کتابوں کا نام نہ لیا۔ بلکہ جب اس کو بار بار اس شرط کی بناء پر ان کتب سے حوالہ پیش کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ تو مناظرہ صاحب نے کہا۔ ان کتابوں کو گولی مار دو ہمیں ان سے کیا غرض ہم روایتیں نہیں مانتے۔ اس پر صدر مناظرہ مولانا ظہور احمد صاحب نے شیعہ صدر کو توجہ دلائی کہ شرائط مناظرہ کے مطابق ان صحاح اربعہ کی روایتیں اور اپنے ائمہ کے اقوال پیش کرنا ضروری ہے آپ مناظرہ صاحب کی تنبیہ کیجئے تاکہ بے فائدہ وقت ضائع نہ ہو۔ تو اس پر صدر صاحب نے بھی کہا۔ کہ ہمارے ہاں کوئی کتاب صحیح نہیں پھر ہم عبارتیں کتابوں کی کیوں پیش کریں۔ اس پر مولانا ظہور احمد صاحب نے فرمایا کہ جب کتاب تمہارے پاس کوئی بھی صحیح نہیں وہ سب گولی مارنے کے قابل ہیں تو پھر شرائط نامہ لکھتے وقت یہ کیوں لکھا کہ ”شیعہ اپنی کتب صحاح سے ایمان ثابت کریں گے کہ کامل مکمل بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا قرآن ہے“ (صدر شیعہ) ہم نے یہ نہیں لکھا۔ شرائط نامہ میں یہ نہیں۔ مولانا ظہور احمد صاحب نے فوراً اصلی شرائط نامہ جس پر موضوع ڈھل کے سنیوں اور شیعوں کے دستخط تھے نکالا۔ عبارت پڑھ کر سناٹی۔ اور تمام حاضرین کو وہ شرائط نامہ دکھلا کر فرمایا۔ کہ اے ڈھل والو! یہ آپ لوگوں نے لکھوایا ہے یا نہیں آپ کا اقرار نامہ ہے یا نہیں۔ سب حاضرین شیعہ سنی ہر دو نے بہ آواز بلند کہا کہ ہاں ہاں یہ ہمارا لکھوایا ہوا ہے ہم اس کے پابند ہوں گے۔ عوام کی اس عام تائید اور تمام طرق فرار کے مسدود ہونے سے شیعہ صاحبان اور ان کے صدر صاحب بہت پریشان اور شرمندہ ہوئے۔ اس پر مولانا ظہور احمد صاحب نے فرمایا کہ شرائط کے تحت چلنے کی وجہ سے حقیقت آپ ابھی سے شکست کھا چکے ہیں مگر تمہاری مزید رسوائی اور اتمام حجتہ اور اپنے دلائل سنانے کے لئے مناظرہ کو باقی رکھتے ہیں چنانچہ مناظرہ جاری رہنے دیا۔ (غرض شیعوں نے اس شرط کی خلاف ورزی کی) ۱۵ سنیوں نے اپنی کتب صحاح سے (بقیہ حاشیہ ص ۱۶)

سے اور اہل تشیع کے کتب صحاح بقول اثنا عشریہ کے اہل سنت کے ذمہ ہوگا اور تردید بدمذہب شیعہ ہوگی۔

(۳) مناظرہ کی تاریخ مؤرخہ ۲۱ شعبان ۱۳۷۷ھ ہے۔ ہر دو فریقین کی طرف سے یہ شرط قرار پائی ہے۔ کہ اگر ایک فریق کے مولوی صاحبان بہ روز مناظرہ تشریف نہ لائیں گے۔ تو دوسرے فریق کے اخراجات مولوی صاحبان کی آمد و رفت وغیرہ کا ذمہ ہوں گے۔

(۴) اگر اہل سنت والجماعت سچے ہوں گے۔ تو اہل تشیع ڈھل والے فوراً اسی روز اہل سنت والجماعت کے مذہب پر ایمان لے آویں گے۔ اور اگر اہل تشیع سچے ہوں گے۔ تو اہل سنت ڈھل والے فوراً اسی روز ہی مذہب تشیع اختیار کریں گے۔

(۵) دونوں فریقین موجودہ قرآن کی قسم کھا کر برادری کے روبرو عرض کرتے ہیں کہ حق اور جھوٹ کا امتیاز حاصل کرنے کے واسطے یہ مسئلہ شروع کیا ہے۔

(۶) جو بروز مناظرہ مولوی صاحبان دونوں طرف سے کھڑے ہوں گے۔ وہی مناظرہ کو ختم کریں گے سچے اور جھوٹ کا فیصلہ کر کے ممبر سے اتریں گے۔ دوسرے کسی مولوی صاحب کو تقریر کا حق حاصل ہوگا درمیان مناظرہ۔ اور جو مولوی گھبرا کر ممبر سے اتر جائے گا۔ وہ جھوٹا تصور کیا جائے گا۔

(۷) فریقین کی طرف سے یہ قرار پایا ہے کہ ہر دو اطراف سے دو دو معاون ہوں گے۔ جو مولوی صاحبان کو امداد مناظرہ میں دیں گے بذریعہ کتب۔

(۸) فریقین کی طرف سے دو منصف ہوں گے جو ہندو ہوں گے۔

(۹) (بقیہ حاشیہ ۵) بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، نسائی شریف۔ ابن ماجہ شریف۔ سے اصحاب ثلاثہ کے ایمان کی روایتیں پیش کیں (جیسا آگے لکھا) مگر شیوخ نے تردید میں صحاح ستہ کی کوئی روایت پیش نہیں کی بلکہ دوسری کتابوں کے حوالے دینے لگا۔ اگرچہ ان دوسری کتابوں کے حوالوں کا بھی شافی جواب دیا گیا مگر ان کا شروع سے ان کو پیش کرنا ہی طے شدہ شرط کے خلاف تھا۔ اسی طرح مسئلہ تحریف میں انہوں نے تبلیہ سے کام لیکر اتفاق کی روایت پیش کی۔ اور اس کا مکمل جواب دیا گیا۔ لیکن پیش کرنا ہی شرط کی خلاف ورزی تھا۔ مسئلہ مسلمات قصم اور کتب قصم سے تو الزام ہی دیا جاتا ہے۔ اپنے مدعا کے اثبات کے لئے کوئی ان کو پیش نہیں کیا کرتا۔ اس لئے اصولاً ہم اصحاب ثلاثہ کے ایمان کو شیعہ کتب سے ثابت کرنے کے ذمہ وار نہیں ہو سکتے۔ ان بھر بھی ترقان کی روایات پیش کی گئیں۔

۱۰ مناظرہ کے بعد تین خاندان شیعہ کے نائب ہو کر سستی ہو گئے۔ مگر شیعوں کے سوشل مفاد اور دھمکیوں سے وہ پھرا پنے آپ کو شیعہ ظاہر کرنے لگے ہیں، الحمد للہ کہ اہل سنت کا ایمان پہلے سے زیادہ قوی ہو گیا۔

۱۱ شیعہ مناظرہ نے دوسرے مناظرہ میں اپنی جگہ کسی اور آدمی کو آخری تقریر کے دوران میں کھڑا کر دیا۔ اور خود بیٹھ گئے۔ جس میں خود لاجواب ہو گئے تھے اس لئے اپنی ذلت و رسوائی مثالے کے لئے دوسرے کو کھڑا کر دیا۔ اس لئے مندرجہ بالا شرط کے مطابق اس کا قرار ہونا ثابت ہوا۔

۱۲ شیعہ مناظرہ ہر دو مناظرہ میں گھبرا گیا۔ اور دونوں مناظرہ میں بالکل بیٹھ گیا۔ اس کو بار بار توجہ دلائی گئی کہ اٹھ کر سینوں کی طرف سے پیش کردہ اعتراضات کا کوئی جواب دے مگر وہ کرسی سے ہٹا نہیں تھا۔ کھل بیٹھ گیا تھا۔ بولنے کی سکت اس میں نہیں رہی تھی۔ بلکہ غیث باطن کا یہ مظاہرہ کر گیا۔ کہ آخر میں لاجواب ہو کر تتر بتر کہنے لگا۔ اور خواہ مخواہ گستاخانہ الفاظ نکالنے لگا۔ اور مقصد یہ تھا کہ مجمع میں اشتعال پیدا ہو جائے اور کوئی فساد پیدا ہو تاکہ اس کی نصیحت و رسوائی پر کچھ پردہ پڑ جائے۔ مگر عوام اہل سنت اور علماء نے نہایت صبر و تحمل سے کام لے کر اس کو اپنی آرزو میں کامیاب ہونے دیا۔ اور لوگوں کو صاف ثابت ہوا کہ شیعہ مناظرہ گھبرا کر اب فرار کی راہ تلاش کرتے ہیں۔

۱۳ عوام نے یہی شرط بھی لگائی تھی۔ مگر علماء اہل سنت نے کہا۔ کہ جب ایک ہندو قرآن نہیں سمجھتا۔ عربی نہیں جانتا۔ وہ کس طرح دونوں کے درمیان حکم ہو کر فیصلہ کر سکے گا۔ اور اگر وہ حق و باطل کا امتیاز کر سکتا ہے۔ تو پھر آج تک وہ ہندو ہی کیوں رہتا ہے۔ خواہ شیعہ بنے یا سنی مگر اس کو ہندویت تو ترک کرنی ہوگی۔ لہذا یہ شرط لغو ہے مگر پھر بھی شیعہ اپنی ہندویت قائم رکھے۔ اور کسی ہندو "دوت شا" کو مٹا لائے تھے۔ لیکن دوران مناظرہ میں جب ایک عربی عبارت کے معنی پر اختلاف ہوا۔ تو کسی نے کہا کہ اب "دوت شا" اس کا ترجمہ کرے۔ مگر "دوت شا" کہیں چھپ گیا اور پتہ ہی نہیں لگا کہ کہاں ہے۔

۱۹۱ فریقین کی طرف سے یہ قرار پایا گیا ہے کہ قرآن پر قسم کھا کر معاہدہ کرتے ہیں کہ مناظرہ میں کسی قسم کی شرارت نہ کریں گے جن کی طرف سے یہ زیادتی ہوگی برادری کے فیصلہ کے مطابق اور قانون حکومت برطانیہ کے ماتحت نقصان میں مبتلا یا پھنسا رہا ہو یا بطور تادان ہر جہان دینا پڑے گا۔

دستخط بھائی خان ولد جہانہ ساکن ڈھل۔ سید فضل شاہ ولد سید قسیم شاہ ساکن حافظ آباد حال ڈھل۔

شاہ محمد خان ولد بھائی خان ڈھل۔ جہانناں ولد پٹھان ساکن ڈھل۔ خدا بخش ولد گاہنا ڈھل۔

مورخہ ۹/۱۱/۱۳۲۱ مطابق ۲۵ رجب ۱۳۲۱ھ

شیعوں کی کوششیں | تمام علاقہ کے شیعہ عوام اور رؤسائے اس مناظرہ کو کامیاب کرانے اور اپنے مذہب کی حمایت میں نہایت گرم جوشی سے حصہ لیا۔ اور جس کسی سے جس طرح بھی ہو سکا۔ اس نے امداد و اعانت میں دریغ نہیں کیا۔ فرقہ باطلہ کا باطل کی حمایت و سر بلندی کے لئے اس قدر جانفشانی اہل حق کے لئے موجب عبرت ہے۔ چاہیے کہ وہ عبرت حاصل کر کے حق کی آواز بلند کرنے کے لئے نہایت بے جگری اور گرم جوشی سے مصروف عمل ہوں۔

امیر حزب الانصار کی خدمت میں دعوت شرکت | حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوی زید مجدد امیر حزب الانصار کی خدمت میں باشندگان موضع ڈھل کی طرف سے شرکت مناظرہ کا دعوت نامہ بالکل اخیر وقت میں موصول ہوا۔ ۲۴ ستمبر روز جمعہ کو مناظرہ شروع ہونا تھا اور ۳۰ ستمبر کو حضرت امیر صاحب کی خدمت میں اُن کا عرضہ آیا کہ ہم نے مناظرہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس موقع پر حمایت حق کی خاطر آپ اور آپ کی جماعت کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اگرچہ وقت بہت کم تھا۔ مسلسل سفر کی صعوبتوں اور طبیعت کی علالت کی وجہ سے حضرت امیر صاحب کے لئے سفر کا بہت مشکل اور تکلیف دہ تھا لیکن دینی حیثیت و غیرت کے جذبہ صادق نے آپ کو فوراً تیار ہونے پر آمادہ کیا۔

حضرت امیر صاحب کی روانگی | ۳۰ ستمبر کو بعد نماز ظہر حضرت مولانا ظہور احمد صاحب امیر حزب الانصار، مولانا عبد الرحمن صاحب ہزاروی فاضل جامعہ ڈھل، امیر صاحب بگوی فاضل انجیل، مدرس دارالعلوم عزیز، مولانا احمدیار صاحب ڈیروی فاضل دیوبند مبلغ مجلس حزب الانصار، حافظ سید احمد صاحب بگوی ڈھل کی طرف روانہ ہو گئے۔ بجے شام کے وقت وہاں پہنچے۔ دیہات کے سینکڑوں سنی مسلمان استقبال کے لئے چشم برہا کھڑے تھے۔ دیکھتے ہی لغزہ تکبیر کے فلک شکاف لغزے بلند ہوئے اور لغزہ مولانا ظہور احمد صاحب زندہ باد کی صداؤں نے شیعوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ کیونکہ شیعہ مناظرین کا خیال تھا کہ امیر صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع نہیں اور وہ اس مناظرہ میں شرکت نہیں فرمائیں گے۔ اس لئے وہ خوش ہو رہے تھے۔ لیکن جب اُن کو پتہ لگا کہ حضرت امیر صاحب رونق افروز ہو گئے تو بے اختیار آہ سرد بھر کر کہا کہ ”وہ آگئے“ مولانا ظہور احمد صاحب سندیالی پہلے سے وہاں تشریف فرما تھے۔ حضرت امیر صاحب نے ڈھل کے ایک باشندہ شیعوں کے سرکردہ کو بلا کر فرمایا کہ وقت شروع مناظرہ، مقام مناظرہ، مقدار تقاریر کے بارے میں جا کر اپنے

گھر شیعوں نے مناظرہ میں اس شرط کی بھی کھل کھلا خلاف ورزی کی۔ اشتعال انگیز کلمات استعمال کرتے رہے۔ اور جب کبھی مناظرہ صاحب ٹھہر جاتے تو خود شیعہ عوام کے مجمع کی طرف اشارہ کر کے انہیں چیخ و پکار کی ترغیب دیتے۔ چنانچہ وہ ”یا علی“ ”یا علی“ کے لغزے بلند کر کے لوگوں کو تقریر سننے نہیں دیتے تھے۔ بلکہ ایک شیعہ ملک دوران مناظرہ ہی میں ان کے اشارہ پر ناخوس بجاتے رہتے۔ اور آخر کار مناظرہ صاحب خود ہی تبرا بننے لگے تھے۔ اور سید جوا شاہ صاحب نے کہا کہ تم سنی سب بزدلی ہو وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ ایک سید صاحب نے بدھوت بھی اٹھائی اور دھن کی سبیلوں کو منسوب کرنے کی کوشش کی اور مقصد صرف یہ تھا کہ ان اشتعال انگیز حرکات سے سنی بھی آدھ فساد ہو جائیں۔ مگر الحمد للہ انہیں اپنی ہوس کی اور سنی نہایت آرام و سکون سے رہے۔ اور اُن سب کو ذلیل کر کے چھوڑا۔

منظرین کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اور ہمیں اطلاع دو تاکہ کل اسی کے مطابق کارروائی شروع کی جائے۔ نماز عشا کے بعد بہت دیر تک
والہی جواب کا انتظار کیا۔ مگر کسی قسم کا جواب نہ ملا۔ مجبوراً آرام کے لئے لیٹ گئے۔

۴۴ ستمبر روز جمعہ المبارک مطابق ۲۱ شعبان المعظم کی کارروائی

شیعوں کی بہانہ سازیاں | اہم سبب کو صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت امیر صاحب ا نے وقت شروع مناظرہ مقام مناظرہ مقدار تقاریر وغیرہ ضروری امور کے بارے میں شیعوں کے ساتھ تصفیہ کرنے کے لئے حاجی عبداللہ صاحب ساکن بھیرہ کو خط دے کر بھیجا کہ اسی خط پر اُن سے دستخط لے کر آؤ تاکہ مناظرہ شروع کیا جائے۔ حاجی صاحب موصوف نے اُن کے ساتھ بہت دیر تک بات چیت کی۔ مگر اُن سے دستخط حاصل نہ کر سکے اور واپس آکر شیعہ مناظرین کی طرف سے یہ پیغام سنایا:-

گواہان بالقرآن کے بارے میں جو ہمارا دعویٰ ہے اس کو موضوع مناظرہ سے خارج کیا جائے اور اس پر بحث نہ کی جائے صرف اصحاب ثلاثہ کے ایمان پر بحث ہو اور مناظرہ کھلے میدان میں نہ کیا جائے۔ کیونکہ فساد کا خطرہ ہے۔ بلکہ ہم مکان کی چھت پر چڑھ کر وہاں مناظرہ کریں گے اور لوگ نیچے گلی میں کھڑے ہو جائیں گے۔ ایک طرف شیعہ ہوں گے اور دوسری طرف سنی۔ اور اگرچہ پہلے شرائط نامہ میں جمعہ اور شنبہ دونوں کا ذکر ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ آج ہی فیصلہ ہو جائے۔ اور اگر ہمارے یہ مطالبات منظور نہیں کئے جاتے تو پھر ہم مناظرہ نہیں کرتے۔ اس لئے ان باتوں کو منظور کرائے بغیر ہم دستخط نہیں کرتے۔“

امیر صاحب کا ارشاد

امیر صاحب کا ارشاد | حضرت امیر صاحب نے فرمایا کہ یا تو شیعہ کھلے میدان میں ایمان بالقرآن کے دعوے سے دستبردار ہوں اور اعلان کر دیں کہ ہمارا ایمان قرآن پر نہیں اور اگر ان کا یہ دعویٰ ہے تو پھر چاہیے کہ میدان مناظرہ میں اگر دلائل سے ثابت کر دیں ہم بغیر کسی دلیل کے پیش کئے صرف دعویٰ کو ہرگز ہرگز نہیں مانتے کیونکہ ہمارا یقین ہے کہ شیعہ قرآن پر بالکل ایمان نہیں رکھتے اور نیز جب ایک بات طے ہو چکی ہے۔ شریعت نامہ میں پہلے یہ لکھا جا چکا ہے کہ اول مناظرہ اسی موضوع پر ہو گا۔ تو پھر مناظرہ کئے بغیر ہم اسکو کس طرح چھوڑ سکتے ہیں یا تو اپنی بار کا صاف اعلان کر دیں یا ظم ٹھونک کر میدان میں آئیں۔

۲) مکان کی چھت پر پڑھ کر ہماری باہمی سرگوشیوں سے نتیجہ کیا نکل سکتا ہے۔ جب شیعہ اور سنی عوام ہماری باتوں کو نہ سن سکیں۔ ہماری تقریریں ان کے گوش گزار نہ ہوں۔ تو پھر دلائل کی قوت و ضعف کا اندازہ لگا کر وہ حق و باطل کا امتیاز کس طرح کریں گے اور فساد کے خطرہ کا عذر پیش کرنا صرف بہانہ سازی ہے۔ اگر شیعہ بے اعتدالی سے کام نہ لیں اور اپنی زبان کو سنبھال کر رکھیں تو سنیوں کی طرف سے کسی قسم کی فتنہ انگیزی کا ذرہ بھر خطرہ نہیں ہے۔ اور اگر فساد کا خطرہ تھا تو پہلے مناظرے کا چیلنج کیوں دیا۔ اور صرف آج کے دن مناظرہ کرنے اور کل کو بھاگ جانے کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ اسی طریقہ سے آپ وقت کو ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ دیر آپ اسی اندو رفت بات چیت، حیلہ جوئیوں اور بہانہ سازیوں میں صرف کریں گے۔ پھر چونکہ آج جمعہ کا دن ہے اور جمعہ کی نماز کی ادائیگی ضروری ہے۔ اس لئے گھنٹہ دیر گھنٹہ بحث کرنے کے بعد میں حکم خداوندی کے مطابق نماز کے لئے مناظرہ کو ملتوی کرنا ہوگا۔ اور آپ یہ بہانہ بنا کر کہ بیچ میں مناظرہ چھوڑ کر سنی چلے گئے اس لئے ہماری جیت ہو گئی، ہم پھر مناظرہ نہیں کرتے۔ مگر خیر ہم کسی طرح آپ کو بھاگنے کا موقع نہیں دیتے لہذا اسی چیز کو منظور کر کے جلد از جلد کارروائی شروع کرنے کی اپیل کرتے ہیں۔ تاکہ حق واضح ہو اور نادانوں کی غلط فہمیاں دور ہو جائیں۔

حضرت امیر صاحب کایہ پیغام لے کر حاجی عبداللہ صاحب شیعہ مناظرین کے پاس پھر تشریف لے گئے مگر وہ نہ ماننے والے

تھے نہ انہوں نے مانا۔

جواب شاہ کی تشریف آوری | اتنے میں ایک بٹے کئے محمد ر صاحب آتین چڑھائے "تشریف فرما" ہوئے۔ اور حضرت امیر صاحب کی طرف مخاطب ہو کر "گل افشانی" کرنے لگے۔ اس کا بیان دلچسپی سے خالی نہیں۔ اور اسی سے ان صاحب کی شخصیت ذہنیت، شیعوں کی منافقت، چالاکیکوں اور ساتھ ہی دیہاتی سستی مسلمانوں کی سادگی کا بھی اندازہ لگ سکتا ہے۔ امیر صاحب کو کہا:-

"مولوی صاحب! میں سید آل رسول ہوں۔ میرا نام جوایا شاہ ہے اور موضع نبی شاہ کا باشندہ ہوں۔ دھول کے سارے باشندے میرے مرید ہیں۔ سنی بھی اور شیعہ بھی۔ یہ لوگ ایسے ہیں جیسے ہماری جاگیر۔ ان کے اموال و املاک ہمارے ہیں۔ اور ہمارے باپ دادا ہمیشہ سے ان کے رہبر چلے آئے ہیں ہمیشہ ہماری دعائیں ان کے ساتھ رہیں۔ اور ہماری روحانی سرپرستی سے انہوں نے ہمیشہ فائدہ حاصل کیا۔ اب ان کی آپس میں مخالفت پیدا ہو چکی ہے اور باہمی کچھ غلط فہمیاں آگئی ہیں۔ ان کی تباہی ہماری تباہی ہے۔ شیعہ بُرے اور باطل ثابت ہوں۔ اور سنی اُن سے بائیکاٹ کریں تو اس میں ہمارا کام بھی بگڑ جاتا ہے۔ کیونکہ سارے سنی میرے مرید ہیں۔ مجھ سے بھی پھر بے تعلقی کرنی پڑے گی اس لئے میں تو چاہتا ہوں کہ اتفاق ہو اور یہ مناظرہ اول کیا جائے کیونکہ فساد کا خطرہ ہے کشت و خون ہوگا۔ میرے مرید باہم کٹ مریں گے۔ اور ان کی غمخواری میں میری آنکھیں خوبا رہوں گی۔ مجھے تو پہلے پتہ نہ تھا۔ کل مجھے اطلاع ملی ہے۔ اس لئے سب ضروری کام اور مشاغل چھوڑ چکا ہوں کیا ہوں تاکہ یہ کشت و خون نہ ہونے دوں۔ اور اگر خواہ مخواہ کرنا ہے تو پھر دونوں طرف کے مناظر کسی مکان میں بیٹھ کر یا چھت پر چڑھ کر باہمی گفتگو کریں۔ میں اور دو تین اور اشخاص اس گفتگو کو سن کر فیصلہ کریں گے۔ اگر شیعہ حق پر ثابت ہو جائیں تو میں سب مریدوں کے سامنے اعلان کروں گا اور سب شیعہ مذہب قبول کر کے باہم متحد و متفق ہو جائیں گے اور اگر سنی مذہب حق ثابت ہو جائے تو بھی میں خود سنی ہونے کا اعلان کروں گا اور پھر سارے لوگوں کو سنی ہونے کی ترغیب دوں گا۔ یہ میری خیر خواہی ہے۔ اور چونکہ مجھے فساد کا خطرہ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے مجھ سے جہاں تک ہو سکے کھلے میدان میں مناظرہ ہونے دوں گا۔

حضرت امیر صاحب کا جواب | شاہ صاحب! ہم یہاں کسی فتنہ و فساد پر پا کرنے کے لئے نہیں آئے۔ مجھے بھی کل ایچ اطلاع ملی ہے۔ اور حق کے اظہار کی غرض سے یہاں آیا ہوں۔ اختلاف ہماری نظروں میں بھی بہت جڑا ہے۔ اور جب ہم اُن شیعہ بھائیوں کو جو غلط فہمی کا شکار ہوئے سمجھانے آئے ہیں۔ تو صرف مناظرین کو حق بتلانے یا آپ کو سنانے سے ان کی تفہیم نہیں ہو سکتی۔ اس لئے صحیح طریقہ یہ ہے کہ کھلے میدان میں تمام شیعہ اور سنی بیٹھ جائیں۔ ہم مناظرین آپس میں گفتگو کریں گے۔ تقاریر کریں گے۔ حوالے پیش کریں گے۔ دلائل بیان کریں گے۔ سب حاضرین شیعہ اور سنی خود اپنے کانوں سے طرفین کی باتیں سنیں گے۔ اس کے بعد خود سوچ سمجھ کر فیصلہ کر سکیں گے۔ جو حق ہوگا وہ اتر کرے گا۔ ہر کوئی اپنے لئے پھر ایک راستہ سوچ کر حق متعین کرے گا۔ لیہلک من ہلک عن بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ۔ یہ آپ کے شیعہ مناظر کوئی نئے لوگ نہیں ان کے ہماری گفتگو بار بار ہو چکی ہے۔ ان کو سمجھانے کی ضرورت نہیں۔ وہ تو سمجھتے ہوئے انراض کے تابع ہو کر شیعیت کی باطل حمایت کرتے ہیں۔ مناظرہ کا چیلنج شیعوں نے دیا۔ اگر آپ کو فساد کا خطرہ تھا تو پہلے سے کیوں اس چیز کو نہ سوچا۔ اب دور دور سے سینکڑوں شمس الاسلام جلد ۱۳ نمبر ۱۲

نہیں بلکہ ہزاروں لوگ صعوبت سفر برداشت کر کے آئے ہیں۔ تاکہ کچھ سنیں اور حاصل کریں۔ اب ان کی تمنائوں کو اس طرح برباد کرنا کس قدر ظلم ہوگا۔ اور ہماری باتیں سب کھلے میدان کی ہیں۔ اس لئے کھلے میدان میں سنانا چاہتے ہیں۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خراب گویم
چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

جب آپ سید ہیں سب لوگ آپ کے مرید ہیں۔ تو شیعوں کی طرف سے آپ ذمہ دار ہو جائیں اور کسی شیعہ کو کسی نازیبا حرکت کرنے اور نامناسب قول کے کہنے کا موقع نہ دیں۔ اور سنیوں کی طرف سے بھی چند سربراہ آوردہ ذمہ دار ہوں گے۔ اور اگر آپ کے مناظر اپنی زبان کو قابو میں رکھیں تو پھر کسی قسم کے فساد کا خطرہ یقیناً نہیں ہے۔ اور اگر بالفرض پھر بھی آپ کی گھبراہٹ دور نہیں ہوئی۔ تو کسی شخص کو بھیڑ بھیجئے وہاں سے پولیس آجائے گی اور پولیس کی موجودگی میں کسی قسم کا خطرہ نہیں رہے گا۔ بہر حال بحث کھلے میدان میں ہوگی۔ اور اگر آپ مناظرہ کرنا نہیں چاہتے۔ تو پھر ان جیلہ ساز یوں کو ترک کر کے صاف کہہ دیجئے کہ شیعہ مناظرہ کرنا نہیں چاہتے۔ پھر ہم فریضہ تبلیغ ادا کر کے واپس ہوں گے۔ اور میدان مناظرہ مقرر کر کے وعدہ سے پھر جانے کا الزام شیعہ گروہ پر ہوگا۔ اور مطابق شرائط آپ کی شکست ثابت ہو جائے گی۔

حضرت امیر صاحب کے اس مدلل بیان کے بعد جب اس کے پاس اور کچھ سامان نہ رہا۔ تو پہلے تو امیر صاحب کے متعلق کہا کہ موبی صاحب! ہم آل رسول ہیں مگر پھر بھی آپ ہم کو کافر سمجھتے ہیں۔ مگر ہم آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ ہمیشہ آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ اپنے مریدوں کو فتاویٰ کے لئے آپ کے پاس بھیجتے ہیں۔ ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ کشت و خون نہ ہو۔ مگر جب آپ فساد کرنے لگے ہیں۔ تو پھر مناظرہ کی کیا ضرورت ہے۔ اچھا سنا دی کر دیں گے۔ اور کھلے میدان میں سب شیعہ سنی نکل کر لڑیں۔ اور زور آزمائی کریں۔ ہم سید میدان سے بھاگنے والے نہیں۔ غرض بہت سی دھمکیاں دے کر روانہ ہوا۔

امیر صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نہ لڑنے کے لئے آیا ہوں اور نہ فساد کرانے اور کشت و خون کا بازار گرم کرنے کے لئے! میں اپنے بھولے بھالے سادہ دیہاتی بھائیوں کو حق سنانے اور سمجھانے کے لئے آیا ہوں۔ اور کسی مکار کے دام فریب میں انہیں پھنسنے نہیں دیتا۔ اس لئے میں کھلے میدان میں تقریر کرنا اور انہیں آواز حق سنانا چاہتا ہوں۔ اور شاہ صاحب! آپ کے اس لب و لہجہ اور دھمکیوں تعلیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ باہم خانہ جنگی ہو جائے چیلنج مناظرہ کے وقت سے لیکر آج تک کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ فتنہ و فساد کا کوئی خطرہ ہے۔ لیکن آج آپ اگر بار بار اسی کا ذکر کر کے لوگوں کو خواہ مخواہ اس طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کے شیعہ مناظر میدان میں آکر مناظرہ نہیں کر سکتے تو صاف اقرار کر کے اعلان کر دیں کہ ہم مناظرہ نہیں کر سکتے۔ ان بہانہ ساز یوں اور جیلہ تراشیوں سے آپ کی کمزوری کی پردہ پوشی نہیں ہو سکتی۔

”شاہ صاحب! آل رسول“ تو تشریف لے گئے اور ان کی جادوگری حضرت امیر صاحب کے مقابلہ میں کارگر نہ ہو سکی۔ امیر صاحب نے

لے سبائی گردہ کی یہ منافقت و چالاک بھی عجیب ہے کہ افضل الناس بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو تو نعوذ باللہ مومن نہیں سمجھتے۔ لیکن ان کے ادنیٰ ترین غلام کو مسلمان کہنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اصحاب ثلاثہ کے ایمان کے فتویٰ کو تو قبول نہیں کرتے اور حاضرین کو دھوکہ دینے کے لئے دعویٰ یہ ہے کہ ہم آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ تمام علاقہ کے سنی دارالعلوم عزیزہ کی مرکزیت اور مقبولیت کی بناء پر مسائل یہاں سے طلب کیا کرتے ہیں۔ چونکہ سید صاحب سارے سنیوں کو اپنے مرید ٹھہراتے ہیں اس لئے ان کا فعل بھی اچھا کارنامہ قرار دیتے ہیں۔ چاہئے کہ سنی عبرت حاصل کریں اور لاندہب پیروں کی مریدی سے توبہ کریں۔

حاجی محمد عبدالصاحب پیراجہ پھیروی اور دوسرے لوگوں کے ذریعہ جیسے کوشش لگائی کہ کسی طرح شرائط کا فیصلہ ہو کر مناظرہ کی کارروائی شروع ہو جائے۔ لیکن شیعہ صاحبان اپنی ضد پر قائم رہے۔ اور کسی طرح راضی ہونے تھے۔

آخر کار مجبور ہو کر امیر صاحب نے فرمایا کہ شیعہ کسی بہانہ سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ہم مناظرہ کر کے اور حق واضح کرے بغیر نہیں چھوڑتے۔ اس لئے اگرچہ ان کے مطالبات پہلے شرائط نامہ کی رو سے بھی اور عام دستور مناظرہ کے بھی خلاف ہیں۔ لیکن ہم مان ہی لیتے ہیں۔ تاکہ ان پر فرار کی تمام راہیں مسدود ہوں۔ یا صاف لفظوں میں اپنی شکست کا اعتراف کر کے مناظرہ سے انکار کریں گے اور یا میدان میں آکر ایسی مار کھائیں گے کہ ہمیشہ یاد رہے۔ چنانچہ آپ نے کہا بھیجا۔

کچھ دنوں مناظرے آج ہی کئے دیتے ہیں۔ پہلے موضوع پر نماز جمعہ کے وقت تک گفتگو ہوگی۔ اور دوسرے پر نماز جمعہ کے بعد سے عصر تک۔ مقام مناظرہ جو آپ لوگ چاہیں متین کر دیں۔ چھت پر چڑھنا بند ہو یا اور کسی طرح۔ ہمیں اس سے انکار نہیں۔ سنیوں کی طرف سے ہم ذمہ لیتے ہیں کہ وہ کسی طرح کی بدانتظامی، شور و غوغا، اور گڑبڑ نہیں کریں گے۔ لیکن شیعہ سید اپنی قوم شیعہ کی طرف سے ذمہ دار ہو جائیں کہ وہ تقاریر کے دوران میں چیخ و پکار اور ہر قسم کی بدعنوانیوں اور بد زبانوں سے مجتنب رہیں گے۔

شیعوں کی بے بسی | جب آپ کا یہ پیغام پہنچا اور شیعوں کے لئے کسی اور بہانہ کا موقع نہ ملا۔ تو وہ بادل ناخواستہ مجبور ہو گئے اور اپنا شرائط نامہ پر دستخط کر کے مناظرہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی چنانچہ ان کی اس آمادگی کی اطلاع ملنے پر حضرت امیر صاحب اپنے رفقاء اور ہزارہا سنیوں کے ساتھ مقام مناظرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

میدان مناظرہ | شیعوں کے مقابلہ بالاکاکی بنا پر مناظرے کا مقام ایک مکان کی چھت مقرر کیا گیا تھا۔ مشرق کی طرف ذرا انچی سطح پر شیعہ مناظرین کی نشست گاہ تھی اور مغرب کی طرف اونچی سطح پر سنی مناظرین کی نشست کے لئے کرسیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ اکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتفائل کی بناء پر سنیوں کی نشست کی بلندی اور شیعوں کی نشست کی پستی کو اہل حق کے غلبہ و فخری اور اہل باطل کی شکست و مغلوبیت کیلئے فال نیک سمجھا گیا۔ اور اہل نظر نے دیکھتے ہی اس خوشی کا احساس کیا کہ تھوڑی دیر بعد مناظرہ میں بھی ہماری بالاتری اور ان کی زیر دستی و پامالی ایک یقینی امر ہے۔ اس مکان کے نیچے دونوں طرف صحن میں سنی اور شیعہ سامعین کھڑے ہو گئے۔ بالاتفاق طے ہوا کہ ہر مناظرہ پندرہ پندرہ منٹ تقریر کیا کرے۔

سنیوں کی طرف سے مولانا نور محمد صاحب سندیلوی مناظر منتخب ہو گئے۔ اور ان کے معاون مولوی عبدالرحمن صاحب و مولوی سیاح الدین صاحب۔ شیعوں کی جانب سے مناظرہ کرنے کے لئے مولوی فیض محمد گھمیاؤی کا تقریر ہوا۔ اور اس کے معاون مولوی یعقوب شاہ صاحب اور مولوی غلام شبیر شاہ صاحب مقرر ہوئے۔

سنیوں کے صدر حضرت مولانا ظہور احمد صاحب امیر حزب الانصار بھیرہ مقرر ہوئے۔ شیعوں کے صدر سید فضل حسین شاہ صاحب منتخب ہوئے۔

صدر کے فرائض | ہر دو فریق کے صدر اپنے اپنے فرقہ کو ضبط و نظام میں رکھنے کے ذمہ دار ہوں گے۔ تاکہ کسی قسم کا شور و فساد نہ ہو۔

(۲) اگر سنی مناظر اصول مناظرہ کے خلاف چلے اور موضوع سے ہٹ کر تقریر کرے تو شیعہ صدر سنی صدر کو متوجہ کر کے اس کو روکنے کی کوشش کریگا۔ اور اسی طرح اگر شیعہ مناظر موضوع کو چھوڑ کر غیر متعلق بحث کو چھیڑے یا اصول مناظرہ کے خلاف کوئی کارروائی کرے۔ تو سنی صدر شیعہ صدر کو متوجہ کرے گا تاکہ وہ اپنے مناظر کو ایسا کرنے سے روکے۔ اور اس طرح طے شدہ شرائط کی پابندی فرمائی۔

کرانے کے لئے دونوں صدر ایک دوسرے کو متوجہ کیا کریں گے۔

پہلا مناظرہ وقت ۱۲ بجے سے شروع ہو کر سارے تین بجے تک

موضوع | شیعہ اپنے اس دعویٰ کا اثبات کریں گے۔ کہ کتب صحاح اربعہ کی روایات کی بنا پر موجودہ قرآن پر ہمارا ایمان ہے۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی۔ نہ اس میں سے کچھ گھٹایا گیا ہے۔ اور نہ اس میں کچھ بڑھایا گیا ہے۔ شیعہ مناظر کے دلائل اسی رسالہ کے فصل اول میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اور ان کے جوابات جو اہل سنت کی طرف سے دیئے گئے وہ ساتھ ہی ساتھ حاشیہ پر درج ہیں۔

فصل اول

شیعہ مناظر کی تقریر

خدا تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں لا تحرك به لسانك لتجلب به ان علينا جمعه وقرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه۔ ہم قرآن پاک مانتے ہیں۔ اور اسی آیت پر ہمارا ایمان ہے۔ اور اسی کی بنا پر ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے خود محفوظ کیا ہے اور خود جمع کیا ہے۔ اس لئے موجودہ قرآن اللہ تعالیٰ کا جمع کردہ ہے۔ اور سستی کہتے ہیں کہ بویکو و عمر نے اس کو جمع کیا ہے۔ اور حضرت عثمان جامع قرآن ہے۔ یہ خیال قرآن مجید کی اس آیت کے خلاف ہے۔ ہم شیعہ قرآن پاک میں کسی قسم کی تبدیلی، کمی بیشی کے قائل نہیں، ہماری یہ کتاب ارشاد ہے اس میں ہے القرآن لا یزید ولا ینقص۔ پس شیعہ تحریف قرآن کے ہرگز قائل نہیں۔ البتہ سنی اس کے قائل ہیں۔ چنانچہ سیوطی کی کتاب اتقان میں ایسی روایتیں موجود ہیں جیسا کہ عبد اللہ بن عمرؓ کی ایک روایت ہے جس میں کہا گیا ہے قد ذهب منه قرآن کثیر اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے قالت كانت سورة الاحزاب لقرآن فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مایقی اية فلما کتب عثمان المصاحف لم یقدرا منها الا ما هو الان (اتقان جلد ۲ ص ۵۴) اسی طرح اتقان کی روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرمادے ہیں کہ بارک میں فرمایا کرتے تھے انما لیستامن کتاب اللہ۔ وكان عبد اللہ لا یقرأ بهما (اتقان جلد ۱ ص ۸۱) پس چاہئے کہ سنی ان

لے اس کا جواب یہ دیا گیا۔ کہ ہم آپ کے اس دعویٰ کو تو نہیں مانتے۔ کہ شیعوں کا ایمان قرآن پر ہے۔ بلکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے۔ کہ شیعوں کے مذہب کا جن کتابوں پر درود مارا ہے انہی کتابوں کی روایتوں کی بنا پر موجودہ قرآن محرف ہے اور اس میں کمی بیشی کی گئی ہے۔ اور شیعوں کا کتب صحاح اربعہ سے یہ ثابت ہے۔ تو پھر بزرگ خود آپ قرآن مجید کی آیت لے کر اس طرح مدعا ثابت کر سکتے ہیں۔ ان علینا جمعه الخ بھی تو ہی قرآن مجید کی آیت ہے۔ اسی آیت سے آپ کا استدلال مصادره علی المطلوب ہے۔ اور ساتھ ہی طبع شدہ شرائط مناظرہ کے بھی خلاف ہے آپ اپنے اثر کے اقوال میں سے کوئی قول پیش کیجئے۔ لے خود شیعہ کی تفسیروں میں موجود ہے کہ اس آیت کا معنی ہے جمع فی صدرہ وقلبہ یعنی حضور کو نازل شدہ آیتوں کا یا در ہمارا دہ ہے تدوین و ترتیب مراد نہیں۔ یہ کہنا کہ خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جامعین و مرتبین قرآن نہیں خلاف واقعہ ہونے کے ساتھ ساتھ خود شیعوں کی کتابوں کے بھی خلاف ہے۔ اس طرح کہنے سے آپ لوگ ان حضراتؓ کی جلال شان اور درجہ خدمت قرآن پاک کو گھٹا نہیں سکتے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے خود اس کی ترتیب و تدوین کی ذمہ داری لی ہے۔ تو پھر عالم اسباب میں جن انسانی ہاتھوں کے ذریعہ اس جمع و ترتیب کا کام صادر ہوا ہے تو گویا خود خداوند عالم نے انہیں سے یہ مبارک کام لینا چاہا ہے۔ جو کچھ ہوا ہے اللہ کے کرانے سے ہوا ہے۔ اور انسانی تصرف کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ لے اہل سنت کی طرف سے شیعوں کی صحاح کی روایتیں اور دوسری دلیلیں مفصل پیش کی جاتی ہیں جن سے شیعوں کا قائلین تحریف قرآن ہونا یقیناً ثابت ہوتا ہے۔ فصل دوم میں اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

لے ارشاد یہ کوئی غیر معروف رسالہ ہے۔ چونکہ شرائط مناظرہ میں پہلے سے یہ طے ہو چکا ہے کہ شیعہ اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے صحاح اربعہ کی روایتیں پیش کریں گے۔ اس لئے اس موقع پر ارشاد یہی کہ عبارت پیش کر کے پیچھا چھوڑنا شرائط کی صریح خلاف ورزی اور حقیقتہً اعتراف شکست ہے چاہئے کہ شیعہ اپنی صحاح اربعہ کی کوئی عبارت میدان میں پیش کریں۔

روایتوں کے متعلق جواب دیں۔

۱۔ اصول مناظرہ کی بناء پر شیعوں کو تو اس موقع پر صرف اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے دلائل پیش کرنے کی ضرورت تھی۔ ہم کو التزام دنیا باہما کی روایتیں پیش کر کے اپنے کو سبکدوش سمجھنا کسی طرح صحیح نہیں۔ یہ نہیں کہ ہمارے پاس عدم تحریف کے بارے میں دلائل کی کچھ کمی ہے۔ یا ان میں کردہ روایتوں کا شافی جواب ہمارے ہاں نہیں۔ لیکن شیعوں کی یہ روش اصول کے خلاف ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعوں کو علمی مباحث اور علمی مشاغل سے کوئی مس نہیں۔ اور یا پریشان و سرسیمہ ہو کر قصداً ادھر ادھر بیٹھے اور بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگرچہ اصولاً ہم جواب دینے پر مجبور نہیں۔ اور نہ اتفاقاً ان کتابوں میں شامل ہے جن کے متعلق شرائط میں کہا گیا ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ انہی کتابوں کو پیش کریں گے یعنی اتفاق صحاح ستہ میں شامل نہیں۔ لیکن صرف اس خیال سے کہ حاضرین کو ہمارے مذہب کی قوت اور دلائل کی کثرت معلوم ہوا اتفاق کی روایتوں کا جواب دیتے ہیں۔

(۱) عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کی دونوں روایتیں نسخ کے بارے میں ہیں تحریف کے بارے میں نہیں۔ نسخ اور ہے تحریف اور تحریف تو یہ ہے کہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے کلام میں کچھ تصرف کرے کسی قسم کی تبدیلی کرے گھٹائے اور بڑھائے یہ تو ناجائز ہے۔ اور اللہ کا کلام ایسے تصرف سے محفوظ ہے اور سینوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن پاک میں کسی قسم کی تحریف نہیں ہوئی اور کوئی بھی ایسی روایت نہیں مل سکتی ہے جس سے سینوں کا قائل تحریف ہونا ثابت ہو سکے۔ اور نسخ یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ مصلح و حکم کے موافق بعض احکام میں تبدیلی کرے اور ایک آیت کی جگہ دوسری آیت نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنی کتاب قرآن مجید میں خود یہ تصرف کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک ہی میں یہ نسخ ہے۔ اور آیت ما ننسخ من ایتہ او ننسخها نأت بخیر منها او مثلیھا سے یہ ثابت ہے۔ اور خود شیعہ بھی نسخ کے قائل ہیں چنانچہ شیعوں کا ممتاز لفظ انفسل حکیم سعد فرمان علیؓ اپنے مترجم قرآن مجید میں اس آیت کا ترجمہ یوں لکھتا ہے۔ ہم جب کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا دہرائے ہیں (ہم اس سے) مٹا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسی ہی (اور) نازل بھی کر دیتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ بے شبه خدا ہر چیز پر قادر ہے؟ پھر اس کے حاشیہ پر یوں لکھتا ہے "قرآن مجید جب تک نازل ہوتا رہا کبھی کبھی کوئی آیت حسب مصلحت و موقع و وقت منسوخ العمل یا منسوخ التلاوت ہوتی رہی۔ اس پر خلیفین اسلام کو اعتراض ہوتا اور اب اس زمانہ میں بھی ہے اس کا جواب خداوند عالم نے خود فرمایا۔ کہ ہم بندوں کے مصلح سے خوب واقف ہیں۔ اور بندوں کی حالت یکساں نہیں رہتی۔ ہر ایک حالت کے موافق ایک مناسب حکم دیا جاتا ہے۔ اور ہم کو ان کی حالتوں میں تصرف کا اختیار کامل ہے جس طرح مناسب سمجھا جاتا ہے ان کو تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ تو کوئی اعتراض کی بات نہیں" (مترجم قرآن مجید ص ۱۵) غرض نسخ کے شیعہ بھی قائل ہیں اور یہ دونوں روایتیں نسخ کے بارے میں ہیں۔ چنانچہ خود جلال الدین سیوطیؒ نے بھی ان کو اتفاق میں منسوخ التلاوت آیتوں کی مثال میں نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہ یہ لکھتے ہیں الضرب الثالث ما نسخہ ثلاثہ دون حکمہ پھر لکھتے ہیں وامثلۃ ہذا الضرب کثیرہ۔ اور ان مثالوں میں پھر یہ دونوں روایتیں ہیں۔ پس جہاں یہ روایتیں لکھی ہوئی موجود ہیں وہاں دیکھنے سے کسی نصف مزاج انسان کو اعتراض کا موقع ہی نہیں ملتا۔ مگر شیعہ سیاق و سباق۔ تحریف و نسخ کے مابین فرق سے قطع نظر کر کے یہ روایتیں پیش کرتے ہیں اور انتہائی دہل و غلیب سے کام لے کر لوگوں کو دام فریب میں مبتلا کرنے کی ناکام کوشش کیا کرتے ہیں۔

اور عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت مؤذنین کے بارے میں جو ذکر کی گئی ہے اس کا جواب خود اتفاق ہی میں موجود ہے۔ (قال الامام الرازی والاعلم علی الظن ان نقل هذا المذهب عن ابن مسعود نقل باطل۔ وقال النووی) فی شرح المذهب اجمع المسلمون علی ان المؤذنین والفاختہ من القدران وان من محمد منها شیداً کفرو ما نقل عن ابن مسعود باطل لیس بصحیح و (قال ابن حزم) فی کتاب الفتح المعلی ینتمی المجلی هذا کذب علی ابن مسعود وموضوع وانما صحیحہ عنہ قرأۃ عامۃ عن زر عن زر عنہ وفيہا المؤذنان والفاختہ (اتقان جلد اول ص ۸۱) (ترجمہ) امام نازیؒ فرماتے ہیں کہ غالب ظن یہ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ سے اس مذہب کا نقل کرنا باطل نقل ہے۔ امام نوویؒ شرح مذہب میں فرماتے ہیں کہ اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ مؤذنین و فاختہ قرآن میں سے ہیں۔ اور جو کوئی اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ اور ابن مسعودؓ سے جو روایت کی جاتی ہے وہ باطل ہے صحیح روایت نہیں۔ ابن حزمؒ نے کہا ہے کہ یہ روایت حضرت ابن مسعودؓ پر جھوٹ باندھنا ہے اور بالکل موضوع ہے ان سے صحیح روایت قراءت وہ ہے جو کہ عاصمؒ زہریؒ اور وہ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں اور اسی قراءت میں مؤذنین اور فاختہ داخل قرآن ہیں۔

(بقیہ حاشیہ بروایت)

فصل دوم

شیعوں کا قائل تحریف قرآن ہونے پر اہل سنت مناظر کے پیش کردہ دلائل

شیعہ مذہب کا جن کتابوں پر دار و مدار ہے اور جو ان کے ہاں صحیح الکتاب میں ان کی روایتوں اور ان کے ائمہ کے اقوال سے یہ ثابت ہے کہ شیعوں کے ہاں قرآن مجید میں تحریف ہوئی ہے۔ یعنی انسانی ہاتھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس میں تصرف کیا اور آیتوں اور سورتوں میں کمی بیشی کی گئی۔ اس کے متعلق ہمارے پاس بہت سے دلائل وبراہین موجود ہیں۔ یہاں پر چند دلائل نقل کئے جاتے ہیں۔

پہلی دلیل شیعوں کی نہایت معتمد علیہ کتاب جو ان کے ہاں صحیح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے وہ اصول کافی ہے۔ اس کی چند روایات

ملاحظہ ہوں:-

د پہلی روایت (سمعت اباجعفر علیہ السلام یقول ما ادعی احد من الناس انه جمع القرآن کلمہ کما انزل الا کذاب وما جہدہ وحفظہ الز علی بن ابی طالب ^{علیہ السلام} من بعدہ علیہم السلام) باب سی و پنجم اصل باب اندہ لیس یجمع القرآن کلمہ الا ^{علیہ السلام} علیہم السلام ^{اصول کافی} (اصول کافی) میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جس کسی نے کہا کہ میں نے تمام قرآن کو جمع کیا ہے جیسا کہ وہ نازل ہو چکا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ جمع قرآن کو جیسا کہ وہ نازل ہوا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد کے ائمہ ہی نے صرف جمع اور یاد کیا ہے۔

اسی روایت کی شرح کرتے ہوئے صاحب صفائی لکھتا ہے روایات خاصہ و عامہ در اسقاط بعض قرآن بسیار است۔ (صفحہ ۱۵۹) باب مذکور۔

(دوسری روایت) عن ابی جعفر علیہ السلام انه قال ما یستطیع احد ان یدعی ان عندہ جمیع القرآن کلمہ ظاہرہ و باطنہ غیر ان وصیاء۔ (اصول کافی صفحہ ۱۵۹)

(تیسری روایت) عن سالم بن سلمہ قال قد راہ رجل علی ابی عبد اللہ علیہ السلام وانا اسمع حروفا من القرآن لیس علی ما یدعی انہ الذی قال ابو عبد اللہ علیہ السلام کہ عن ہذہ القراءۃ اقوال کما یقرأہ الناس حتی القائل فاذا اقام قد راہ کتاب اللہ عن رجل علی حدیث راخرج المصحف الذی کتبہ علی علیہ السلام (فتاویٰ القرآن جزء ششم باب الزوار۔ ^{اصول کافی} صفائی)

(بقیہ حاشیہ ۱۳) پس معلوم ہوا کہ موزتین کے قرآن ہونے پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے اور ان کے عہد سے لے کر آج تک برتواتر ثابت ہے اور اس مسودہ سے جو روایت کی جاتی ہے وہ روایت بالکل باطل اور غیر صحیح ہے اور یہ روایت غیر صحیح نقل کر کے شیعہ سینوں کو الزام دینے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہماری کتابوں میں سے وہ کوئی ایسی روایت پیش نہیں کر سکتے جس میں تحریف کی گئی ہو کہ سنی قائل تحریف ہیں۔ اور ہم شیعوں کی معتبر اور معتمد کتابوں سے بہت سی روایتیں اور ائمہ کے اقوال پیش کر رہے ہیں جن سے ان کا قائل تحریف ہونا صریحاً ثابت ہو جاتا ہے۔ اور جن کا نہ اب تک جواب ملا ہے اور نہ تا قیامت کسی جواب ملنے کی امید ہے۔

(چوتھی روایت) قال اخرجہ علی علیہ السلام الی الناس حین فرغ منہ وکتبہ فقال لہم هذا کتاب اللہ عزوجل کما انزل اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم قد جمعتہ من اللوحین فقالوا ہوذا عندنا مصحف جامع فیہ القرآن لا حاجۃ لنا فیہ فقال اما واللہ لا ترونہ بعد یومکم هذا ابل انما کان علی ان اخبرکم حین جمعتہ لتقرأوہ (اصول کافی کتاب فضائل القرآن جزء ششم ص ۳۸)

جب حضرت علیؑ نے مصحف لکھ کر اور فارغ ہو کر لوگوں کے سامنے پیش کیا تو فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے۔ میں نے اس کو لوہین سے جمع کیا۔ لوگوں نے جواب میں کہا کہ اللہ کی کتاب وہ ہے جو ہمارے پاس ہے ہمارے مصحف میں قرآن جمع ہے۔ ہمیں آپ کے مصحف کی ضرورت نہیں حضرت علیؑ نے یہ سن کر فرمایا۔ اللہ کی قسم آج کے دن کے بعد تم پھر کبھی ہرگز اس کو نہ دیکھو گے۔ یہ میرے ذمہ ضروری تھا۔ کہ جب میں نے اس کو جمع کیا تو تم کو خبر دوں تاکہ تم اس کو پڑھتے رہو۔

شیعوں کا "علامہ" خلیل تفریقی صافی شرح کافی میں لکھتا ہے۔ یعنی امام گفت کہ بیرون آوردن مصحف را مذکور شد علی علیہ السلام بسوئے مردمان کہ غضب حق او کردند در وقتے کہ ترک تشبہائے دیگر کردند برائے قرآن و نوشتن آن را۔ پس گفت ایشان را کہ ایں کتاب اللہ عزوجل است چنانچہ فر فرستادہ اللہ تعالیٰ بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس تحقیق جمع کردم آنرا از روئے دولوح۔ ایشان گفتند کتاب اللہ این است کہ ما دریم نزد ما مصحفی است کہ جمع کردند قرآن را در آن است۔ حاجتے نیست مارا بہ آن چہ تو آوردی پس علی علیہ السلام گفت۔ آگاہ باشید بہ خدا قسم کہ نخواہید دید آن را بعد از امروز ہرگز جزئیں نیست کہ واجب بود بر من اینکہ خبر در کنم شما را و قینک جمع کردم آنرا تا خوانید آن را۔ (صافی شج کافی کتاب فضائل القرآن جزء ششم ص ۳۸)

اسی روایت میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت علیؑ نے قرآن پاک کو جمع کر کے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اور فرمایا کہ اصلی قرآن مجید یہ ہے۔ لیکن لوگوں نے اس کو قبول نہ کیا بلکہ انہوں نے اپنے مصاحف کو کافی سمجھا۔ اور حقیقت میں وہ مصاحف (بزرگ شیعہ) غلط تھے۔ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر نہ فرمایا۔ کہ یہ اصلی قرآن جو میرا جمع کردہ ہے آج کے بعد تم پھر کبھی بھی نہ دیکھ سکو گے لہذا اس روایت کی بناء پر جو شیعوں کی معتمد کتاب میں ہے۔ اصلی قرآن مجید کا دیکھنا اب کسی کو نصیب نہیں۔ جتنے مصاحف ہیں۔ وہ سب فرضی اور جعلی ہیں۔ اصل قرآن مجید حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ نے عام لوگوں سے اوجھل کر لیا ہے۔

(پانچویں روایت) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان القرآن الذی جاء بہ جابر میل علیہ السلام الی عجل علی اللہ علیہ وسلم سبعمہ عشر الف آیت (اصول کافی کتاب فضائل القرآن جزء ششم ص ۳۸)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو قرآن حضرت جابر میل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تھے اس کی آیتیں ستر ہزار ہیں۔

شیعہ مناظر نے ان روایتوں کا کچھ جواب ہی نہ دیا۔ اور آخر تک وہی آیت ان علیہنا جمعہ الخ پڑھتے رہے۔ حالانکہ اس کو اپنی معتمد کتابوں کی روایتوں کا شافی جواب دینا ضروری تھا۔ صرف اس پانچویں روایت کے بارے میں کہنے لگا کہ اس روایت میں جو یہ ذکر ہے کہ قرآن مجید کی آیتیں ستر ہزار تھیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں سے کچھ نکال کر موجودہ قرآن کو ترتیب دیا گیا اور موجودہ قرآن غیر مکمل ہے۔ بلکہ روایت میں آیتوں کی تعداد کا بیان ہے۔ اس کا مقصد تو یہ ہوا کہ آج کل جو آیتیں طویل ہیں۔ وہ امام نے ان چھوٹی چھوٹی آیتیں تقصیر کر کے آیتوں کی ایک طویل آیت ہے۔ آج ہم اس کو ایک آیت قرار دیتے ہیں۔ لیکن امام نے اسی قدر نظم قرآنی کو مثلاً سات آٹھ چھوٹی چھوٹی آیتیں قرار دی ہو۔ اسی بناء پر نظم قرآنی تو ایسی اسی قدر رہے جس قدر کہ آج بھی موجود ہے۔ مگر آیتوں کی تعداد کے لحاظ سے اب ہمارے ہاں کچھ اور پھر ہزار آیتیں ہیں۔ اور امام کے ہاں ستر ہزار۔ لہذا امام کی اس روایت سے یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ قرآن پاک میں سے کچھ حصہ کٹایا گیا ہے۔

شیعہ مناظر کے اس مغالطہ انگیز اور پارہواں تاویل کا جواب اہل سنت والجماعت کی طرف سے یہ دیا گیا کہ (باقی حاشیہ بر ص ۳۸)

شمس الاسلام جلد ۱۴ ص ۱۲

اصول کافی کی ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ بزم شیعہ اصلی قرآن اب بالکل موجود نہیں۔ اصلی قرآن مجید کو حضرت علیؑ نے مرتب و تدوین کر کے لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا۔ لیکن جب انہوں نے اس کو قبول نہ کیا تو حضرت علیؑ نے اما واللہ لا تدوندہ بعد یومکم ہذا ابدالاً ہکثر اسے اپنے پاس مخفی رکھا۔ اور بعض دوسری روایتوں کی بناء پر وہ قرآن انہوں نے امام حسنؑ کو دیا اور اس طرح سلسلہ بہ سلسلہ ائمہ کے پاس مخفی طور سے محفوظ رہا اور کوئی بھی اس کو دیکھ نہ سکا۔ اور اخیر میں مہدی منتظر اس کو اپنے ساتھ لے کر غار سرمن رآی میں روپوش ہو گئے۔ بزم شیعہ اصلی قرآن اس غار کے سوا دنیا میں اور کہیں بھی موجود نہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵) شیعوں نے تو ہمارے اور دلائل کا کچھ جواب ہی نہیں دیا۔ صرف اس سترہ ہزار آیتوں والی آیت کے بارے میں مناظر صاحب نے کچھ لب کشائی کی۔ اور ایک ایسا جواب دے کر حاضرین کو دھوکہ میں رکھنا چاہا جس کی کمزوری اور پادر ہوا ہونا ایک ظاہری چیز ہے۔ ہم اس بارے میں اپنی طرف سے اور کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ بلکہ وہی جواب لکھا جاتا ہے۔ جو شیعوں کی معتد کتاب میں ان کے ”علامہ“ نے دیا ہے تاکہ مجال انکار نہ رہے۔ خود اسی روایت کی شرح کرتے ہوئے اصول کافی کا شاخ ”علامہ“ خلیل ترمذی لکھتا ہے۔

مراد امام کی یہ ہے کہ قرآن کا بہت سا حصہ ساقط ہو گیا ہے اور آج کل کے مصاحف مشہورہ میں موجود نہیں۔ اس لئے کہ صاحب مجمع البیان کے ذکر کردہ حساب کے موافق مصاحف مشہورہ کی آیتوں کی تعداد ۶۳۵۹۱ ہے۔ (آگے جا کر پھر لکھتا ہے) اگر امام کا مقصد یہ ہوتا کہ مصاحف مشہورہ میں موجود قرآن کی آیتوں کی تعداد قرأت جبرئیل کے مطابق سترہ ہزار تھی۔ تو پھر امام اس طرح عبارت فرماتے کہ ان عدد الایات التي لا طریقہ خاصہ اور طریقہ عامہ کی صحیح حدیثیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن کا بہت سا حصہ ساقط ہوا ہے کثرت میں اس حد تک پہنچ گئی ہیں کہ ان سب حدیثوں کی تکذیب بہت بڑی جرأت ہے۔ اور حضرت عثمانؓ کا ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود کے مصاحف کو جلائے کا قصہ تو بہت مشہور ہے۔ باوجود اس کے اختلاف قرأت کے وجہ پہلے ابواب میں گذر چکے تو اب یہ دعویٰ کھڑا کہ قرآن حقیقہً یہی ہے جو مصاحف مشہورہ میں موجود ہے ایک ایسا دعویٰ ہے جو اشکال خالی نہیں۔

مراد این ست کہ بسیار از آن قرآن ساقط شدہ در مصاحف مشہورہ نیست زیرا کہ مجموع قرآن کہ در مصاحف مشہورہ است عدد آیات آن نزد قراء اہل کوفہ چنانچہ موافق نقل صاحب مجمع البیان است عدد آیات ہر سورہ را در اول آن سورہ شش ہزار و صد و پنجاہ و شش آیت است (تا اس کی گفتہ) و اگر مراد امام اس بود آیات ہمیں قرآن کہ در مصاحف مشہورہ است در قرأت جبرئیل ہفدہ ہزار است ہی گفت ان عدد الایات التي جاء بها جبرئیل علیہ السلام و احادیث صحاح و طرق خاصہ و در طرق عامہ کہ دل است بر اسقاط بسیارے از آن قرآن و کثرت بعدے رسیدہ کہ تکذیب جمیع آنہا جرأت است۔ و حکایت اوراق عثمان مصحف ابی بن کعب و مصحف عبداللہ بن مسعود مشہورہ است باوجود اینہا وجہ اختلاف قرأت کہ مذکور شدہ حدیث دو اذہم و سیزدہم ابی باب دعویٰ اس کہ قرآن ہمیں است کہ در مصاحف مشہورہ است خالی از اشکال نیست۔

(صافی شرح کافی کتاب فضائل القرآن جز ہشتم ص ۷۷)

شیعوں کی دوسری تاویل یا فریب دہی جیسے شیعوں کی یہ تاویل ہباء منشور ہو گئی اور خود ان کی معتد کتابوں کی عبارتوں سے ان کی قطع کھل گئی۔ تو اب انہوں نے ایک دوسری تاویل کی آٹھ میں شکست کی ذلت سے بچنے کی کوشش کی۔ چنانچہ شیعہ مناظر نے کہا کہ سترہ ہزار کی روایت مصحف فاطمہ کے بارے میں ہے۔ یعنی مصحف فاطمہ کی آیتیں سترہ ہزار تھیں۔ اس سے مراد قرآن مجید نہیں۔ تاکہ اعتراض ہو سکے کہ اب سترہ ہزار موجود نہیں لہذا تقریباً گیارہ ہزار آیتیں کم کر دی گئی ہیں۔

سنیوں کی طرف سے جواب شیعوں کی یہ تاویل قطعاً دھوکہ دہی اور فریب کاری ہے۔ اسی روایت میں یہ صاف تصریح ہے ان المقدان الذی جاء بہ جبرئیل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سبعة عشر آیت۔ یعنی مراد وہ قرآن ہے جو حضور کے پاس جبرئیل امینؑ لے آئے تھے۔ اور مصحف فاطمہ بزم شیعہ اس مصحف کا نام ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ حضرت فاطمہؑ کے پاس آکر سناتا رہا اور اس کو حضرت علیؑ نہ لکھتے رہے۔ چنانچہ اس بارہ میں اصول کافی کی روایت دیکھئے۔ (باقی حاشیہ صفحہ ۱۷ پر ملاحظہ ہو)

اور موجودہ قرآن بالکل محرف و مبدل ہے۔ سترہ ہزار آیتوں میں سے تقریباً گیارہ ہزار آیتیں تو بالکل ساقط کی گئی ہیں اور باقی آیتوں میں بھی کمی بیشی لفظی اور معنوی تحریف کی گئی ہے۔ شیعوں کے اس زعم باطل کے متعلق ان کی اسی معتد کتاب اصول کافی کی چند روایات بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت ومن یطع اللہ ورسولہ اس طرح نازل ہوئی تھی کہ اس کے بعد اصل میں یہ الفاظ تھے فی ولایت علی والائمة من بعدہ (یعنی علی اور دوسرے ائمہ کی ولایت کے بارے میں جس کسی نے اللہ ورسول کی اطاعت کی تو بہت زیادہ کامیاب ہوا)۔

(۱) ہشتم اصل عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایت علی والائمة من بعدہ فقد فاز فوزا عظیما ہکذا انزلت۔
(اصول کافی ص ۱ صافی کتاب الحجہ جزء سوم حصہ دوم)

”علامہ“ خلیل قزوینی صافی شرح کافی میں اس کے متعلق کہتا ہے ”یہ اس معنی کے لفظ قرآن جنہیں بودہ و اسقاط بعض آں شدہ“ یعنی اس کا معنی یہ ہے کہ قرآن کے لفظ تو ایسے تھے مگر ان کو ساقط کیا گیا۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے واللہ قسم کھا کر فرمایا کہ اصل میں آیت اس طرح نازل ہوئی تھی ولقد عہدنا الی ادم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفا طمۃ والحسن والحسین والائمة علیہم السلام من ذریتہم ففسی (یعنی خط کشیدہ الفاظ بعد میں ساقط کئے گئے ہیں)۔

(۲) بست وسوم اصل عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قوله ولقد عہدنا الی ادم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفا طمۃ والحسن والحسین والائمة علیہم السلام من ذریتہم ففسی ہکذا واللہ انزلت علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اصول کافی کتاب الحجہ جزء سوم ص ۱)

(بقیہ حاشیہ ص ۱۷)

(راوی کہتا ہے کہ) میں نے امام جعفر صادق کو کہا کہ مصحف فاطمہ کیا چیز ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ علیہ السلام فوت ہوئے تو حضرت فاطمہ بے انتہاء غمگین رہتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تسلی کے لئے بات چیت کرنے کے لئے ایک فرشتہ بھیجتے رہے۔ حضرت فاطمہ نے اس راز کا اظہار حضرت علیؑ سے کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب وہ فرشتہ تیرے پاس آئے اور تو کچھ آواز سننے تو پھر مجھے بھی کہہ دینا۔ حضرت فاطمہ نے ان کو اس کی اطلاع دی۔ پس امیر المومنین اس فرشتہ سے جو کچھ سنتے وہ لکھ لیتے یہاں تک کہ اس سے ایک مصحف بنا دیا۔ پھر فرمایا کہ اس میں حلال و حرام کچھ نہیں بلکہ اس میں ائمہ واقعات کا علم ہے۔

قلت وما مصحف فاطمہ علیہا السلام قال اللہ لما قبض بنیہ علیہ السلام دخل علی فاطمہ علیہا السلام من وفاتہ من الحزن ما لا یعلمہ الا اللہ عزوجل فارسل الیہا ملکا لتسلی غمہا ویحد ثنائکشت ذلک الی امیر المؤمنین علیہ السلام فقال لہا اذا احسنت بذلک وسمعت الصوت تولی لی فاعلمتہ بذلک فجعل امیر المؤمنین یکتب کل ما سمع حتی اثبت من ذلک مصحفا۔ قال ثم قال اما انہ لیس فیہ شیء فی الحلال والحرام ولكن فیہ علم ما یکون (کافی کتاب الحجہ جزء سوم ص ۱)
اصول کافی کی اس روایت سے مصحف فاطمہ کی حقیقت معلوم ہو گئی کہ دراصل وہ قرآن سے علیحدہ ایک مستقل چیز ہے جو شیعوں کے زعم میں حضرت فاطمہؑ پر نازل ہوا تھا۔ چنانچہ ایک دوسری روایت کی بناء پر اس کی آیتیں بھی سترہ ہزار سے زیادہ تھیں۔ اور اس میں کوئی بات بھی قرآن کی موجود نہیں تھی۔ چنانچہ کافی کی روایت، ثم قال وان عندنا مصحف فاطمہ علیہا السلام و ما یدریہم ما مصحف فاطمہ علیہا السلام قال قلت و ما مصحف فاطمہ قالت مصحف فیہ مثل قرآنکم ہذا

ہمارے پاس مصحف فاطمہ ہے اور مصحف فاطمہ کو لوگ کیا جانتے ہیں۔ (راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر کو کہا) کہ مصحف فاطمہ کیا چیز ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ ایسا مصحف ہے جس میں ہمارے اس قرآن کی طرح تین گنا ہے۔
دی قعدہ ۱۳۶۱ھ و ۱۳۶۲ھ

سلام رسول اللہ
بر علی عبدنا کے لیے
کیا گیا ہے اور تحریف

ماہیں

آیت کو رسول **سلب** کیسے
تھے کہ جہاں ان کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ
یہ موجود نہیں
تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہائی فوجوں کی گمراہی
ن چکا ہے شیعہ رؤسا کی طرف سے سنیوں میں مفت
ہر ایک ایک حرف بھی اڑتا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی
شرح میں لکھا ہے مذہب پیرایہ میں تبلیغ رد اس کتاب میں موجود
ہوتا ہے تو اس کے تمام مطامع و اعتراضات کے جوابات دیئے
کیا مراد ہے "مراد" اس کتاب سے
پس وہ کتاب ہے۔ حصہ اول ۲ حصہ دوم ۶ حصہ سوم ۲۲ مکمل
قرآن است۔ ذکر پر ۱۲ حصہ اول اک علاوہ

مراد حرف سے حرفہ
اب الحجۃ جبریل سوم
اللہ علی اللہ علیہ
اس کی آیتیں تقریباً
فاطمہ کی آیتیں نہیں
وہ تاویل کبھی بھی یوں بغیر بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسئلہ پر عقلی
ن ایک ہے اور اسی مجمع کے لئے ہیں اس کتاب نے مرزائیوں کا
روایا ہے رعایتی قیمت ۲۲

فی مناظر صاحب
لیہ تھا کہ جلد از جلد مجاہدہ شمس الاسلام کا شیعہ نمبر المعروف
خاموشی ہی خاموشی میں
وقتی تھی کہ آئندہ کچھ
صاحب نے اپنی تہمان کے حق میں کہیں سخت الفاظ استعمال نہیں
عذرائے گونا گوں حوالوں اور ان کی مستند کتابوں
لا جواب کر کے سینور
اہل سنت و زندہ
باطل کے مقابلہ میں نقش کھینچا گیا ہے اور جس میں مسئلہ صحابہ
ہو گئی۔ قل مجید احادیث نبی کریم احوال ائمہ سادات،
بی قعدہ السلام کے ارشادات اور عقلی و نقلی براہین سے

کل روشنی ڈالی گئی ہے اور اسلامی جہاد اور اکابر ملک کے
افکار و آراء کے اقتباسات کے علاوہ سیزدہ صدی اسلامی
تاریخ میں سے تبرا بازی کے ہولناک نتائج بیان کئے گئے
ہیں حجم ۱۳۲ صفحہ قیمت ۲۲ محصولہ اک

مولفہ مولانا حکیم حافظ عبد الرسول
تاریخ نقشبندیہ صاحب کبھری اس کتاب میں
مرزا قادیانی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو
اس نے صوفیائے کرام پر کئے تھے قیمت صرف ۲۲ علاوہ محصولہ اک
اس رسالہ میں صدہا علمائے اسلام کے
اجتناب الحنفیہ فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں جن میں دلائل
وافح و براہین قاطعہ سے فرقہ رد و افضل و مرزائیہ کا ارتداد
اور رافضی و میرزائی سے شنی عورت کا نکاح ناجائز ثابت
کیا گیا ہے حجم ۱۳۲ صفحہ قیمت ۲۲

یعنی جبریلہ شمس الاسلام کے دسمبر ۱۳۲۲ کا اپشن
تحفہ مرزائیہ جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا اس میں
عہدہ میضامین قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے ہیں قیمت ۲۲
مولفہ قیسی شاہ صاحب مذہب شیعہ کے نمبر مراد
کا انکشاف فی سیکرہ پانچویں فی نسخہ اور
عیسائیوں کے مشہور رسالہ حقائق قرآن
ہدایا قرآن کا مبلغ رد نیز اسی سالہ کے ذریعہ مرزائیوں
کے مغالطات بھی دور ہو سکتے ہیں عیسائی لاکھوں کی تعداد میں
حقائق قرآن کو ہر سال مفت تقسیم کرتے ہیں لہذا ہدایات
القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے فی نسخہ اور

کتاب تحقیق المرام فی منع القراءۃ خلف الامام
تصنیف لطیف حضرت مولانا مفتی غلام رسول صاحب قاسمی اتمری
رحمۃ اللہ علیہ اس میں مصنف مرحوم نے حقیقی مذہب کی تائید
کرتے ہوئے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے پر قوی
دلائل پیش کئے ہیں۔ قیمت ۲۲

رسالہ خیر جاری درویش خاکی ساری از تصنیف پیرزادہ مولانا محمد بہار الحق

صاحب قاسمی الترسری قیمت ۱۔

مظلوم قوم۔ تصنیف مولوی محمد بخش صاحب سلم بی اسے۔ اس کتاب میں مصنف نے اچھوتوں پر ہندوؤں کے مظالم اور اسلامی مساوات و اسلامی تعلیمات کو موثر پیرایہ میں بیان کر کے اچھوتوں کو اسلام کی دعوت دی ہے قیمت ۵۔

اسلامی جہاد۔ راولپنڈی میں فوج محمدی کے عظیم الشان کمپ منعقدہ ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ دسمبر ۱۳۳۷ میں انصار سپاہیوں کے بکبر الصوت پر خطاب جس میں اسلامی جہاد کی حقیقت اور فوج محمدی کے نصب العین کو وضع کیا گیا ہے اور عہد حاضر کی بعض ملحدانہ عسکری تنظیموں پر بے لاگ تبصرہ کیا گیا ہے از مولانا ظہور احمد صاحب بگویی مجلس مرکزی حزب الانصار بھیرہ قیمت ۱۔

خاکساری مذہب۔ ضلع میانوالی کی اسلامی جماعتوں کے نمائندہ اجتماع کے موقع پر بمقام میانوالی علماء کرام کی طرف سے خاکساری مذہب پر حقیقت افروز تبصرہ جو بصورت ٹرکیٹ شائع کر کے مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا از مولانا ظہور احمد صاحب بگویی امیر مجلس حزب الانصار بھیرہ قیمت ۱۔

مشرقی فتنہ۔ ملحد پنجاب عنایت اللہ مشرقی کے تقریر و خیالات پر الجواب تنقید از قلم جناب سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی مدیر ترجمان القرآن قیمت فی نسخہ ۲۔

فی سینکڑہ صرف دو روپے علاوہ محصول ملاک

ضرر کا بی بیذہب خاکساری۔ ملحد پنجاب عنایت اللہ مشرقی کے عقائد اور اس کی تحریک خاکساری کے متعلق علماء مصر و بیت المقدس و ترکی و مکہ معظمہ کے حقیقی شافعی مالکی اور حنبلی علماء کرام کے

ایمان کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ فتاویٰ کا مجموعہ قیمت فی نسخہ ۱۲ تھے کہ علی عبدالناکے بی بی۔ محصول بندہ خریدار۔ ساقط کیا گیا ہے اور تحریف

خاکساری فتنہ۔ خاکساری کتاب ہے جس نے ہندوستان کے علماء کرام کو بیدار کیا۔ جسکو پڑھ کر ہزاروں مسلمانوں کا ایمان مشرقی ملحد کی دستبرد سے محفوظ ہوا۔ اور جسکو دیکھ کر خاکساروں کی تعداد کثیر نے خاکساریت سے توبہ کر لی۔ اس کتاب کی مقبولیت عامہ کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ تین سال کے عرصہ میں چار دفعہ ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر ہفتوں ہاتھ نکل گئی یہ پانچواں ایڈیشن ہے جس کے ۹۲ صفحات ہیں از مولانا پیرزادہ محمد بہار الحق صاحب قاسمی قیمت فی نسخہ ۳۔

کشف الغطاء۔ شیعوں نے ایک رسالہ شائع کیا تھا۔ جس میں بزم خود سو آیات قرآنیہ سے ارسال بین فی الصلوٰۃ پر استدلال کیا ہے مولانا سید غلام شاہ صاحب پرہاروی نے کشف الغطاء کے نام سے اس کا نہایت عمدہ رد تالیف فرمایا ہے جس میں قرآن و حدیث اور کتب مذہب شیعہ سے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کا ثبوت شیعوں کے پیش کردہ دلائل کا جواب دیا ہے اسکے علاوہ شیعوں کے دوسرے مسائل پر بھی بحث کی گئی ہے فی نسخہ ۲۔

المشرقی علی المشرقی۔ مشرقی عقائد اور اس کی تحریک کے خلاف افغانستان۔ سرحد آزاد اور ہندوستان کے تقریباً ہر خیال کے اکابر علماء و مشائخ اور اہل قلم حضرات کے تبصروں، بیانات اور فتاویٰ مقتدر مجالس کے فیصلوں اور مشرقی کے متعلق مصری و ترکی اخبارات کی رائے کا قابل دید مجموعہ۔ قیمت فی نسخہ ۳۔

ملنے کا پتہ:۔ میجر جبریدہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)